صائمہ اکرام چوہدری

سیاہ حاشیہ



Downloaded From
Paksociety.com

سیاہ حاشیہ پار مت کرو۔ "پچھتاؤ گی۔ ایک نادیدہ آواز روکتی رہی لیکن وہ لڑکی نہ رکی۔ سیاہ حاشیہ عبور کر گئی اور تب اسے احساس ہوا کہ اپنے لیے جہنم خرید چکی ہے۔

✡ ✡ ✡

عدینہ کاٹھ کباڑ میں اپنی پرانی ڈائریاں تلاش کر رہی ہے تو اسے ایک کتبہ ملتا ہے۔ جس پر اس کی والدہ صالحہ رفیق کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہوتی ہے۔ وہ بری طرح الجھ جاتی ہے۔ اس کی والدہ تو زندہ ہیں پھر یہ کتبہ کس نے اور کیوں بنوایا ہے۔ تب ہی اس کی والدہ صالحہ آجاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈائریاں تو انہوں نے ردی والے کو دے دی ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

عدینہ کو بہت دکھ ہوتا ہے پھر اسے کتبہ یاد آتا ہے تو وہ سوچتی ہے کہ عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھے گی۔

عبداللہ پابند صوم و صلوۃ وہ مسجد کا موذن بھی ہے اور اس نے عربی میں ایم فل کر رکھا ہے عدینہ کی اس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہے۔ عدینہ ہاسٹل میں رہتی ہے اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

عدینہ کے والد مولوی رفیق کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ماں سے زیادہ دادی سے قریب ہے مونا اس کی کزن ہے۔ وہ حویلیاں شہر سے قرآن حفظ کرنے ان کے گھر آئی ہے۔

ناولٹ



Downloaded From
Paksociety.com

عدینہ عبداللہ سے بہت محبت کرتی ہے۔ عبداللہ بھی اسے چاہتا ہے لیکن شرعی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے والی صالحہ آپا نے منگنی ہونے کے باوجود انہیں آپس میں بات چیت کی اجازت نہیں دی۔

شانزے ماڈل بننا چاہتی ہے۔ ریمپ پر واک کرتے ہوئے اس کا پاؤں مڑ جاتا ہے اور وہ گر جاتی ہے۔

ڈاکٹر بینش نیلی کوٹھی میں اپنے بیٹے ارحم کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کے شوہر کرنل جاوید کا انتقال ہو چکا ہے۔

نیلی کوٹھی کے دوسرے حصے میں ان کے تایا ڈاکٹر جلال اپنی بیوی اور پوتی اوریدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں اور اکلوتا بیٹا تیمور لندن میں مقیم ہے۔ بیوی کی وفات کے بعد تیمور نے اوریدا کو پاکستان اپنے باپ کے پاس بجوا دیا ہے۔ بیٹا ماہیران کے پاس لندن میں ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اوریدا اور ارصم کی بہت دوستی ہے۔ جو ڈاکٹر بینش کو بالکل پسند نہیں۔ ڈاکٹر بینش تیمور کے نام سے بھی نفرت کرتی ہیں۔
عبداللہ عدینہ کو اپنا سیل نمبر بھجواتا ہے۔ صالحہ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شدید غصہ ہوتی ہیں اور نمبر پھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔
سرمد اپنے دوست کے پروڈکشن ہاؤس میں جاتا ہے تو وہاں شانزے کو دیکھتا ہے۔ شانزے اس کی منتیں کر رہی ہے کہ وہ ایک چانس اسے دے کر دیکھے۔
شانزے سخت مایوسی کا شکار ہے۔ رباب اس کی روم میٹ اسے تسلی دیتی ہے تو وہ بتاتی ہے کہ اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف ایک پھوپھی ہیں جن کے گھر میں اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس کی ماں اسے پھینک کر چلی گئی تھی اور باپ کو کسی مذہبی جنونی نے قتل کر دیا۔ شانزے کا خاندان مسلمان ہے لیکن وہ کسی مذہب کو نہیں مانتی۔ ہاسٹل میں رہنے کے لیے اس نے کالج میں داخلہ لے رکھا ہے۔ وہ شوبز میں اپنا نام بنانا چاہتی ہے۔
آپا صالحہ نے عدینہ کی عبداللہ سے منگنی توڑ دی ہے۔ عبداللہ عدینہ سے ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ عدینہ چھت پر جاتی ہے تو عبداللہ وہاں آجاتا ہے۔ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ عدینہ کو برا بھلا کہتی ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہیں۔
اوریدا ارصم کے ساتھ پیپر دینے جاتی ہے۔ ارصم باہر اس کا انتظار کرتا ہے۔ وہ اوریدا کو واپس لے کر آتا ہے تو ڈاکٹر بینش اسے بہت ڈانٹتی ہیں کیونکہ وہ ان کی گاڑی لے کر جاتا ہے۔ اوریدا اپنے باپ تیمور کو یہ بات بتاتی ہے تو وہ اس کو نئی گاڑی خرید کر دے دیتے ہیں' آغاجی کو یہ بات بری لگتی ہے۔
ٹی وی پر ایک مذہبی پروگرام دیکھتے ہوئے صالحہ آپا شدید جذباتی ہو کر رونے لگتی ہیں۔ عدینہ کو اسٹور روم کی صفائی کے دوران ایک تصویر ملتی ہے جو کسی مرد کی ہے۔
ارصم اوریدا کو گاڑی چلانا سکھاتا ہے۔ اوریدا کے امتحان میں کم نمبر آتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتی ہے۔
مونا عدینہ کو بتاتی ہے کہ آپا نے اس کی منگنی اس لیے توڑی کہ وہ چاہتی تھیں کہ عبداللہ عدینہ سے فوراً"شادی کرلے۔ عبداللہ نے فوراً" شادی سے انکار کر دیا تھا۔
عبداللہ تبلیغی دورے پر جاتا ہے تو اس کا جہاز کریش ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کی خبر آجاتی ہے۔
عدینہ پر عبداللہ کی موت کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے بری طرح بدظن ہو جاتی ہے۔
شانزے جب بھی کوئی غلط کام کرنا چاہتی ہے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے۔ رباب اسے سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غلط راستوں سے بچانا چاہتا ہے۔
ارسل' شانزے کو زخمی ہونے پر تسلی دیتا ہے' وہ بتاتا ہے کہ ایڈ میں کام کے لیے اس نے سفارش کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ شانزے اسے اپنا بھائی سمجھے۔
ارصم بہت اچھے نمبروں سے ایف ایس سی کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر بینش اس خوشی میں ڈنر دیتی ہیں۔
عدینہ فیصلہ سنا دیتی ہے کہ اسے ڈاکٹر نہیں بننا۔ یہ سنتے ہی آپا صالحہ شدید پریشان ہو جاتی ہیں۔

بارہویں قسط

"یہ تم کیا کر رہی ہو.....؟" ہاشم ناراض نظروں سے دیکھتا ہوا اس کی جانب بڑھا۔ جب کہ بختاور کے چہرے پر اس وقت اشتعال ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔
"یہ گھٹیا کتاب تمہارے پاس کیا کر رہی ہے؟" اس نے بھنویں اچکا کر غصے سے اپنے شوہر کی طرف دیکھا' جو اس وقت حواس باختہ لگ رہا تھا۔
"چھوڑو تم اسے' ہزار دفعہ کہا ہے' میری چیزوں کو بغیر پوچھے ہاتھ مت لگایا کرو۔" وہ گڑبڑا سا گیا۔
"میں یہ ہرگز نہیں دوں گی۔" اس کی آنکھوں میں ایک محسوس کی جانے والی خفگی اور بغاوت تھی۔
"کیا مطلب ہے تمہارا؟ تم پڑھو گی اسے؟" وہ سخت حیران ہوا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میرے دماغ کا کوئی پرزہ ڈھیلا نہیں ہوا اور نہ ہی شیطان اتنا غالب ہوا ہے مجھ پر کہ میں یہ تھرڈ کلاس لٹریچر پڑھنا شروع کر دوں۔" اس نے بے تحاشا غصے سے ٹرنک بند کر کے اس کی طرف دیکھا' جو اس وقت ایسے کھڑا تھا جیسے رنگے ہاتھوں چوری کرتا ہوا پکڑا گیا ہو۔

"یہ میری نہیں' میرے ایک دوست کی ۔۔۔ ہے۔" ہاشم نے کچھ سوچ کر صفائی دینے کی کوشش کی۔

"میری ایسی کوئی دوست ہوتی تو خدا کی قسم میں اسے گولی مار دیتی۔" وہ جذباتی ہوئی' کتاب ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

"اس میں اتنا حساس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔؟" اس نے حیرانی سے اپنی بیوی کا یہ نیا روپ دیکھا۔

"اس میں کیا کچھ بکواس نہیں کی گئی' میں اپنے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھنے والے کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔" وہ غصے سے کچن کی طرف بڑھی۔

"آزادی تحریر اور آزادی اظہار ہر انسان کا فطری حق ہے۔۔۔" وہ اس کے پیچھے لپکا۔

"تم نے پڑھا ہے اسے۔۔۔؟" بختاور کی آنکھوں سے شعلے نکلے۔

"ہاں۔۔۔" اس نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"تمہیں ذرہ برابر بھی شرم نہیں آئی' تم نے اتنی بکواس باتیں پڑھ کیسے لیں۔۔۔؟" وہ خفگی میں ہاشم کو "آپ" کے بجائے "تم" ۔۔۔۔ پر لے آئی تھی۔

"یہ ایک انسان کی ذاتی سوچ ہے' میری نہیں۔۔۔" وہ بیزار لہجے میں گویا ہوا۔

"یہ انسان نہیں شیطان ہے' جو اس خبیث کی شکل میں دنیا میں گھوم رہا ہے۔" وہ تڑخ کر بولی۔

"تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا' کسی پر ایسے تنقید کرنے کا۔" اسے بھی غصہ آگیا۔

"تو کیا اسے حق ہے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے' مجھے تو تم پر حیرانی ہو رہی ہے کہ تم کیسے ایسا چیپ مواد سنبھال کر اپنے بکس میں رکھ سکتے ہو۔۔۔" بختاور کا غصہ کسی صورت بھی کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔

"بتایا ناں' کچھ سال پہلے میرا ایک دوست بھول گیا تھا میرے پاس' میں نے پرانی چیزوں کے ساتھ اسے بھی رکھ دیا۔" وہ ہلکا سا جھنجلا کر اسے دیکھنے لگا جو کچن میں داخل ہو کر چولہا جلا رہی تھی' ہاشم کو ابھی تک اس کے ارادوں کی خبر نہیں ہوئی۔

"تمہیں پتا ہے' اس کتاب کی اصل جگہ کہاں ہے۔" وہ عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کہاں۔۔۔؟" وہ واقعی ہی نہیں سمجھا۔

"یہاں۔۔۔" بختاور نے جلدی سے وہ کتاب جلتے چولہے کے اوپر رکھ دی۔ ہاشم کو کرنٹ سا لگا۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔" وہ فوراً لپک کر چولہے کے پاس پہنچا' کتاب کے صفحات اِدھر اُدھر جل رہے تھے۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔" اس نے آگ کے شعلوں سے اس کتاب کو بچانے کی کوشش کی' اس کوشش میں اس کا ہاتھ ہلکا سا جھلس گیا اور تکلیف کے احساس سے اس نے فوراً ہی کتاب زمین پر پھینک دی۔۔۔ اور نل کھول کر ٹھنڈا پانی اپنے ہاتھ پر ڈالنے لگا۔ ایک آگ زمین پر بھڑک رہی تھی اور دوسری ہاشم کے دل میں' اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنی بیوی کو اٹھا کر باہر گلی میں پھینک دے۔

"بے وقوف عورت! میرا ہاتھ اچھا خاصا جلا دیا۔" وہ آبلوں کے اوپر پھونکیں مار کر اپنی جلن کو کم کرنے لگا۔

"ہلکی سی تپش سے تمہارا یہ حال ہے' ذرا سوچو جہنم کی آگ سے کیسے بچو گے۔۔۔" بختاور نے اس کا ضمیر جگانے کی ناکام کوشش کی۔

"شٹ اپ۔۔۔!" وہ غصے سے پلٹا۔ "بیٹیوں کی سوت نے تمہارا دماغ گھما دیا ہے' جو تم ایسی پگلوں جیسی حرکتیں کر رہی ہو۔" اس نے بھی جو منہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں آیا کہہ دیا۔
"اور شیطان تم پر حاوی ہو چکا ہے' جو تم ایسی چیزیں پڑھتے ہو۔" اس نے بھی جواباً "حساب پورا کیا۔
"آئندہ میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہوگا۔" وہ غضب ناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔
"اور اگر ایسی کوئی چیز دوبارہ مجھے اس گھر میں نظر آئی تو اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا۔" بختاور نے نفرت آمیز نظروں سے زمین پر ادھ جلی کتاب کی طرف اشارہ کر کے دوبدو جواب دیا۔ ہاشم کا دماغ گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھی چٹاخ سے بختاور کے دائیں گال پر پڑا۔ وہ اس اچانک حملے سے سنبھلتے ہوئے بھی شیلف سے جا ٹکرائی۔ اذیت کی ایک لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی۔
وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے اس اجنبی شخص کو دیکھ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر بار' عزیز رشتے دار سب کچھ چھوڑ آئی تھی۔ ان میں سب سے مہنگی چیز اس کے والدین کی عزت تھی' جسے اس نے کوڑیوں کے بھاؤ بیچتے ہوئے ایک لمحے کو بھی نہیں سوچا تھا اور جس شخص کی خاطر اس نے یہ سب کیا' اس نے بھی ایک پل میں اسے سر سے اتار پھینکا تھا۔

☆ ☆ ☆

"وہ شخص گمراہ ہے' اس نے اپنے اوپر نقاب چڑھا رکھا ہے۔" اگلے دن وہ نیلم کو فون کر کے دھواں دھار رونے لگی۔
"تمہیں کیا ضرورت تھی اس کی کتابوں کو ہاتھ لگانے کی۔" دوسری طرف وہ بھی صدمے بھرے انداز میں بولی۔
"وہ حد درجہ گمراہ ہو چکا ہے اور ان سب کے پیچھے ایسے ہی لٹریچر کا ہاتھ ہے۔" وہ بلند آواز میں روتے ہوئے نیلم کو پریشان کر رہی تھی۔
"بڑے بڑے لوگ گمراہ ہو کر واپس پلٹ آتے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔" اس کی دوست نے اسے دلاسا دینے کی کوشش کی۔
"میں حیران ہوں' اس قدر نیک' پرہیزگار' مذہبی انسان سے کون سی ایسی غلطی ہو گئی جس کے نتیجے میں اللہ نے اسے ایسی اولاد سے نوازا۔" وہ بھیگے لہجے میں ہاشم کے والد کے بارے میں بات کرتے ہوئے بولی۔
"ضروری نہیں یہ کسی غلطی کی سزا ہو' اللہ نیک بندوں کی آزمائش بھی تو کرتا ہے اور اولاد کے ذریعے بھی انسان کو آزماتا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا' لیکن بختاور کو بالکل بھی سکون نہیں آرہا تھا۔
"مجھے لگتا ہے اللہ نے مجھے بھی والدین کی نافرمانی کی سزا دی ہے۔" وہ ایک دفعہ پھر رو دی۔
"حوصلہ کرو بختاور! ایسا کچھ نہیں ہے' تم پیار اور محبت سے ہاشم بھائی کو بدلنے کی کوشش کرو۔" نیلم نے خلوص دل سے اسے مشورہ دیا۔
"اللہ جس شخص کے دل پر مہر لگا دے' اس پر کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا' ورنہ اس کے ... باپ نے کیا کوشش نہیں کی ہوگی۔" وہ مایوسی کی انتہا پر تھی۔
"ہدایت دینا اللہ کا کام ہے تم بس اپنی کوشش جاری رکھو۔" دوسری طرف نیلم کو پورا یقین تھا کہ وہ اسے راہ راست پر لے آئے گی۔ تب ہی اس نے نیلم کو خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔ اس کی سمجھ میں آگیا تھا کہ یہ خسارے کا سودا اس نے اکیلے کیا تھا اور اسے تنہا ہی اس آزمائش سے نپٹنا تھا۔

☆ ☆ ☆

موسم کافی حد تک بدل گیا تھا۔ سردی کی شدت میں کمی کے بعد بہار کی آمد آمد تھی' تبھی فضا میں ایک خوشگوار سی مہک رچ بس سی گئی تھی۔ کھلا کھلا سا یہ موسم مزاجوں پر اچھے اثرات مرتب کر رہا تھا۔ عدینہ کی بے رخی اور بے نیازی' عبداللہ کے لیے پریشانی کا موجب بن رہی تھی' اس لیے وہ کچھ سوچ کر اس کے کالج چلا آیا۔ اور یدا اسے' اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ آج اکیلی ہی کالج آئی ہے۔ اس سے بہتر کوئی اور موقع نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا تب ہی تو وہ وہاں چلا آیا۔ اس کی ایک کلاس فیلو نے بتایا تھا کہ وہ اسپورٹس گراؤنڈ میں موجود ہے' وہ ایک نسبتاً" سنسان گوشے میں بلند سی جگہ پر ٹانگیں لٹکائے اکیلی بیٹھی تھی۔ وہ خاموشی سے اس سے تھوڑا فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔ عدینہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ہلکی سی ناگواری کا تاثر اس کے چہرے پر نمایاں ہوا' لیکن اس کی دھڑکنیں حسب معمول بغاوت کر چکی تھیں۔

آخر اس شخص کو دیکھ کر میری دھڑکنیں بے ربط ہونا کب چھوڑیں گی؟ اس کے چہرے پر جھنجلاہٹ نے بسیرا کیا۔

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔۔؟" اس کے لہجے میں چھپی خفگی بے ساختہ چھلکی۔

"تم سے ملنے۔۔۔" وہ معصوم انداز میں گویا ہوا۔

"کیوں۔۔۔؟" اس نے بے زاری سے سر جھٹکا۔

"آخر' مجھے تمہاری طرف ہی آنا تھا۔" عبداللہ کا سر جھکا ہوا تھا اور عدینہ اس کی طرف دیکھے بغیر بتا سکتی تھی کہ وہ مسکرا رہا ہے۔

"مجھ پر اب یہ باتیں اثر نہیں کرتیں۔۔۔" وہ چڑ کر گویا ہوئی۔

"اچھا' پھر کیا چیز اثر کرتی ہے۔۔۔؟" عبداللہ نے پہلی دفعہ اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ عدینہ کے چھکے چھوٹ گئے' وہ گڑبڑا کر ایک قدم اور پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر پھیلی سرخی سے عبداللہ نے دانستہ نظریں چرائیں۔

"کوئی بھی نہیں۔۔۔" وہ اسپورٹس گراؤنڈ میں کھیلتے۔۔۔ لڑکوں کو دیکھنے لگی۔

"میں بہت شرمندہ ہوں تم سے' لیکن تم سے رابطہ کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں تھا میرے پاس۔" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔

"کیوں' آپا کا نمبر بھی ڈیلیٹ کر دیا تھا آپ نے؟" اس نے طنز کیا۔

"میں آپا سے خفا تھا' انہوں نے اس رات مجھے میری نظروں سے گرا دیا تھا۔" اس کے ہر انداز میں دکھ اور شکوے کا رنگ نمایاں تھا۔

"اور پھر اس بات کی سزا دینے کے لیے آپ نے مجھے چن لیا۔" وہ اپنی کتابیں سمیٹتے ہوئے ناراضی سے گویا ہوئی۔

"میں اپنی پی ایچ ڈی کے بعد تم سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔" عبداللہ نے ہلکا سا جھجک کر اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔

"تو پھر ہو گئی پی ایچ ڈی۔۔۔؟" اس کے لہجے میں طنز کی آمیزش شامل ہوئی۔

"نہیں' تھیسس آخری مراحل میں ہے' میں ملائیشیا کی ایک یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔" اس نے سادگی سے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"تو ٹھیک ہے پھر پی ایچ ڈی کریں' سکون سے اور مجھے بھی پڑھنے دیں۔" وہ اپنی فائل اٹھا کر جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"عدینہ! کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ ایسا۔۔۔؟" اب کہ وہ پریشان ہوا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے۔۔۔؟" اس کا لہجہ سپاٹ ہوا۔

"میں چاہتا ہوں' تم اپنی ساری ناراضی' گلے شکوے سب کچھ ختم کر دو۔" وہ بے چارگی سے گویا ہوا۔

"ٹھیک ہے' ختم کر دیے۔۔۔ اب۔۔۔؟" وہ اسے لحہ لحہ حیران کر رہی تھی۔

"میرا تھیسس نیکسٹ چھ مہینوں میں ختم ہو جائے گا' میں پھر آپا کے پاس آؤں گا۔" وہ اپنا اگلا پروگرام اسے بتا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے' پھر تب ملاقات ہو گی۔۔۔" وہ اپنی کتابیں اور فائل اٹھا کر چل پڑی' عبداللہ کو جھٹکا لگا' وہ کئی لمحے تک اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔

"میرا خیال ہے' تمہیں شاید اب میری ضرورت نہیں رہی۔۔۔" وہ اس کے پیچھے لپکا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دیکھیں عبداللہ! میرا کالج میں ایک امیج ہے اور میرے کلاس فیلوز میری بہت ریسپکٹ کرتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"آپ کا اس طرح روز روز آنا میرے لیے مسائل کا موجب بن سکتا ہے۔" اس نے صاف گوئی سے کہا تو عبداللہ کے دل پر گھونسا سا پڑا۔

"عدینہ! تمہاری عزت و وقار پر میں نے آج تک آنچ نہیں آنے دی، تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں تمہارے لیے کوئی مسئلہ کھڑا کروں گا۔" وہ اب افسردگی سے اپنے سامنے کھڑی اس ناراض لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کے کردار کی مضبوطی کی گواہی وہ آنکھ بند کرکے دے سکتا تھا۔ وہ بھلا کیسے اسے میلا کر سکتا تھا۔

"میں آپا کو بتائے بغیر آپ سے رابطہ نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔" اس نے سر جھکا کر سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور میں اس بات کے لیے تمہیں مجبور بھی نہیں کروں گا۔" سچائی بھی نمایاں وصف تھی۔

"پھر۔۔۔؟" عدینہ نے ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی لیکن اس دفعہ اسے مایوسی ہوئی، وہ سر جھکائے اس طرح سے کھڑا تھا کہ افسردگی اس کے سارے وجود پر چھائی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ تھوک نگل کر بمشکل بولا "میں چاہتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ دوبارہ یہاں نہ آؤں۔" وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوسری طرف چل دیا۔ عدینہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا، اس کا دل گویا بغاوت پر اتر آیا، جسم کی ساری رگوں میں ایک حشر سا برپا ہو گیا۔ وہ خوف زدہ نگاہوں سے عبداللہ کی پشت کی طرف دیکھنے لگی، وہ سر جھکائے اس طرح سے چل رہا تھا جیسے کوئی شخص اپنی کل کائنات لٹا کر جا رہا ہو۔

ایک لمحے کو عدینہ کا دل چاہا کہ وہ اسے آواز دے دے، لیکن جلد ہی اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اپنی عزت اور اپنا وقار اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا، اس لیے وہ خود پر جبر کرتی ہوئی بمشکل اپنی کلاس کی طرف چل پڑی، لیکن اب تھکن اور اداسی اس کے سارے وجود کا احاطہ کر چکی تھی۔

"تمہیں اس سے بات کر لینی چاہیے تھی۔۔۔" شام کو اوریدا نے سارا قصہ سن کر سادگی سے کہا۔

"پتا نہیں کیوں، اس کی طرف دیکھتے ہی میرے سارے زخموں کے ٹانکے ادھڑنے لگتے ہیں۔" وہ بے چارگی سے گویا ہوئی۔

"ایسا ہی ہوتا ہے جس شخص کو ہم نے زمانے میں سب سے زیادہ چاہا ہو، اس کی ایک سرد نگاہ بھی دل میں قیامت برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس نے تو تمہیں اتنا عرصہ رلایا ہے۔" اوریدا اس کا دکھ سمجھ سکتی تھی۔

"وہ سامنے آتا ہے تو یقین مانو، اپنی بے قدری کا دکھ مجھے نشتر کی طرح کاٹنے لگتا ہے۔" عدینہ نے اپنی مشکل بیان کی۔

"اسے اور خود کو ٹائم دو، وقت بہت سے زخموں پر مرہم رکھ دیتا ہے۔۔۔" اوریدا نے اسے خلوص دل سے مشورہ دیا، جو اس کی سمجھ میں آ بھی گیا تھا، اس لیے اس دفعہ وہ سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

آپا صالحہ کو اب اکثر ہی بخار رہنے لگا تھا۔ اس دن وہ بے جی کے بار بار کہنے پر اپنے کچھ ٹیسٹ کروانے کے لیے "نوری اسپتال" آئی تھیں۔ حسب معمول مونا ان کے ساتھ تھی۔ انہوں نے ٹیسٹ کے نمونے دیے اور اب آپا صالحہ ڈاکٹر کے پاس گئی ہوئی تھیں اور مونا باہر۔۔۔ ارد گرد بیٹھے لوگوں کے چہرے پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔ ہر چہرے پر دکھ اور غم کی ایک علیحدہ تحریر تھی۔ مونا کا دل ہمدردی کے جذبات سے بھر گیا۔

آپا صالحہ کو ڈاکٹر کے کمرے میں گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ ان کا سیل فون بھی مونا کے پاس تھا۔ اچانک اس کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف عدینہ تھی۔

READERS Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"السلام علیکم عدینہ باجی...." مونا فون لے کر کوریڈور سے باہر لان کی طرف آگئی۔

"کیسی ہو مونا؟" عدینہ کا انداز اسے کچھ بجھا بجھا سا لگا۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں....؟" اس نے جواباً" پوچھا۔

"فائن....! آپا کہاں ہیں؟ ان کا سیل فون تمہارے پاس کیسے آگیا؟"

"آپا ٹھیک نہیں ہیں عدینہ باجی...." مونا نے دائیں بائیں دیکھ کر قدرے آہستگی سے سرگوشی کی، دوسری طرف عدینہ کا دل اندیشوں سے بھر گیا۔

"کیوں کیا ہوا مونا؟ میری بات کرواؤ آپا سے...." وہ بے تاب ہوئی۔

"وہ سو رہی ہیں، اس لیے بات نہیں کروا سکتی۔" مونا نے جھوٹ بولا وہ اسے بتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ آپا کے ساتھ اسلام آباد میں ہے۔

"لیکن ہوا کیا ہے انہیں....؟" وہ پریشان ہوئی۔

"ہر دوسرے دن بخار ہو جاتا ہے اور پیٹ بھی اکثر خراب رہنے لگا ہے۔" مونا نے محتاط انداز میں بتایا۔

"میں اس ویک اینڈ پر گھر آتی ہوں، اور پھر لاہور لے کر جاؤں گی انہیں۔" عدینہ نے اپنے ارادوں سے اسے آگاہ کیا۔

"ہاں ضرور، لیکن پلیز انہیں مت بتایئے گا کہ یہ بات میں نے آپ کو بتائی ہے...." اس نے گھبرا کر یاد دہانی کروائی۔

"نہیں بتاؤں گی، لیکن آپا جیسے ہی اٹھیں، میری بات کروانا اور ہاں ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا اور میڈیسن ریگولر دیتی رہنا...." عدینہ نے اسے نصیحت کر کے فوراً" فون بند کیا تو مونا نے اطمینان بھرا سانس لیا، اسے یقین تھا کہ عدینہ اس ویک اینڈ پر ضرور گھر آجائے گی، وہ خود بھی اس کے لیے اداس ہو رہی تھی اور کچھ آپا کی گرتی ہوئی صحت نے اسے اور بے جی دونوں کو فکر مند کر دیا تھا۔

آپا صالحہ، ڈاکٹر سے ملاقات کے بعد تھکے تھکے انداز میں باہر نکلیں۔ ان کے ہاتھ میں اپنی فائل تھی، انہوں نے اپنا آدھا چہرہ چادر سے چھپا رکھا تھا۔ مونا لپک کر ان کے پاس آئی۔ جب کہ آپا کھوجتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"کس سے بات کر رہی تھیں تم....؟" وہ شاید نہیں یقیناً" اسے فون کان سے لگائے دیکھ چکی تھیں۔

"عدینہ باجی کی کال تھی...." اس نے ہلکا سا جھجک کر بتایا۔

"تم نے اسے بتایا تو نہیں، ہم لوگ اسپتال آئے ہوئے ہیں۔" انہوں نے بے چینی سے پوچھا۔

"آپ کی اجازت کے بغیر میں کیسے بتا سکتی تھی۔" مونا کی بات نے انہیں مطمئن کیا۔

"چلو اب نکلتے ہیں۔" انہوں نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"عدینہ باجی، ویک اینڈ پر گھر آرہی ہیں۔" اس نے آپا کو بے سکون کیا۔

"اچھا میں گھر جا کر بات کرتی ہوں اس سے...." ان کے اعصاب ہلکے سے تن گئے۔

"آپ ان کو پلیز منع مت کیجئے گا...." مونا نے نوری اسپتال کے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ان سے درخواست کی۔

"میں ابھی اس سے ملنا نہیں چاہتی، وہ میری صحت دیکھ کر پریشان ہو جائے گی۔" آپا صالحہ نے اپنی مجبوری بتائی۔

"لیکن کبھی نہ کبھی تو انہیں بتانا ہی پڑے گا۔" مونا نے محتاط انداز میں کہا۔

"لیکن جب تک اسے علم نہ ہو، یہ اچھا ہی ہے، وہ پرسکون ہو کر اپنی پڑھائی تو کر سکے گی۔" وہ ایک ٹیکسی کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں۔ انہیں فیض آباد اڈے پر جانا تھا۔ ٹیکسی والے سے معاملات طے کر کے وہ دونوں بیٹھ گئیں۔

"عدینہ باجی کو جب بھی پتا چلے گا تو وہ بہت خفا ہوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گی آپ سے۔۔۔" مونا نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔
"میں دیکھ لوں گی اسے۔۔۔" وہ لاپروائی سے بولیں۔
"ڈاکٹر نے کیا کہا آپ سے۔۔۔؟" مونا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
"وہی ایک بات کہ فوراً" سرجری کروالیں۔" وہ پھیکے سے انداز میں مسکرادیں۔
"تو پھر آپ دیر کیوں کر رہی ہیں آخر۔۔۔؟" وہ خفا ہوئی۔
"عدینہ کے ایگزام ہو جائیں، پھر دیکھتی ہوں۔" وہ ابھی تک اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھیں۔
"آپا! اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی۔۔۔" مونا کے لہجے میں احتجاج کا رنگ نمایاں ہوا۔
"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔" وہ لاپروائی سے بولتے ہوئے ٹیکسی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگیں۔
ان کی ٹیکسی اسلام آباد ایکسپریس وے کے ایک سگنل پر کھڑی تھی، اچانک آپا صالحہ کی نظر ایک بڑے بل بورڈ پر پڑی، انہیں جھٹکا لگا، وہ کسی نئے سیریل کا اشتہار تھا جس کی ہیروئن ایک نئی لڑکی تھی، لیکن اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہی آپا صالحہ کے دل کی دنیا میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس لڑکی کے جانے پہچانے نقوش دیکھنے لگیں۔ مونا نے بھی ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔
"آپا! اس لڑکی کی شکل آپ سے کتنی ملتی ہے۔" اس کے منہ سے پھسلا۔
"خوامخواہ ہی۔۔۔" انہیں کرنٹ لگا۔ "تم ہر لڑکی کو مجھ سے مت ملایا کرو۔۔۔" وہ برا مان گئیں۔
"میں نے تو ایسے ہی کہا تھا۔۔۔" مونا نے خفت بھرے انداز میں سر جھکا لیا۔
سگنل کھل چکا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی آپا صالحہ کے دل و دماغ میں بھی ایک فلم چل پڑی تھی۔ ان کا سارا وجود گویا زلزلوں کی زد میں تھا۔ دائیں بائیں بھاگتی دوڑتی گاڑیوں اور مناظر سے ان کی دلچسپی یک دم ہی ختم ہو گئی اور ذہن میں ایک ہی چہرہ نقش ہو گیا تھا، وہ چہرہ جو اس بڑے بل بورڈ پر ان کی طرف استہزائیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جس نے ان کا سارا سکون غارت کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس واقعے کے بعد بختاور کا رو رو کر برا حال تھا، اس نے اپنے بیڈ روم کا دروازہ کل سے لاک کر رکھا تھا اور ہاشم کو رات۔۔۔ ٹی وی لاؤنج کے صوفے پر سونا پڑا۔ اس وقت بھی وہ وہیں بیٹھا دل ہی دل میں خود کو کوس رہا تھا۔
"مجھے بختاور پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔۔" اس کے دماغ میں مسلسل ایک ہی فقرے کی تکرار ہو رہی تھی۔
"لیکن اس نے بھی تو بدتمیزی کی تھی۔۔۔" وہ خود کو مطمئن کرنے کے لیے ایک جواز ڈھونڈ لایا۔
"جو بھی ہو اس طرح کسی عورت پر ہاتھ اٹھانا کہاں کی مردانگی ہے۔"
وہ اٹھ کر بختاور کے کمرے کے باہر آن کھڑا ہوا، اس نے ہلکا سا جھجک کر دروازے پر دستک دی۔ اندر بالکل خاموشی تھی۔
"بختاور! آئی ایم سوری یار، دروازہ تو کھولو۔۔۔" وہ ہلکا سا جھجک کر گویا ہوا۔
"دیکھو میں مانتا ہوں، ساری غلطی میری ہے لیکن ہم بیٹھ کر بھی تو اس موضوع پر بات کر سکتے ہیں۔" وہ اس دفعہ دروازہ زور سے بجاتے ہوئے اونچی آواز میں بولا لیکن دوسری طرف بختاور نے بھی شاید آج اس کی کوئی بھی بات نہ سننے کی قسم کھا رکھی تھی۔
"دیکھو تم جو کہو گی میں مان جاؤں گا، لیکن تم دروازہ تو کھولو۔۔۔" وہ نرمی سے اسے لالچ دیتے ہوئے بولا۔
"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔" اس نے غصے سے کہا۔
"میری جان! ایسے مسئلہ کیسے حل ہو گا۔۔۔؟" وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پریشان ہوا۔
"مجھے آپ کے خود ساختہ مسائل کو حل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔" اس نے بھی بے رخی کے ریکارڈ توڑے۔
"اچھا دروازہ تو کھولو۔" دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔
"پلیز بختاور! دروازہ کھولو' میری ساری میڈیسن کمرے میں ہیں' میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔"
اس دفعہ بختاور نے دروازہ کھول دیا۔ ہاشم کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی' اس کا دل شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا۔ الجھے بال' متورم آنکھیں اس کے رخسار پر ابھی بھی سرخی نمایاں تھی۔
"آئی ایم سو سوری یار۔" وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ بختاور کی آنکھوں سے ایک دفعہ پھر آنسو پھسلنے لگے۔
"پلیز بختاور! رو نا مت میں بہت شرمندہ ہوں۔" اس نے محبت سے بختاور کے بازو پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی' اس نے ناراضی سے اپنے بازو کو پرے کیا اور بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ وہ خفت کا شکار ہوا۔
"پتا نہیں' مجھے کیا ہو گیا تھا۔؟" وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔
"شیطان غالب آگیا تھا اور کیا ہونا تھا۔" بختاور نے دل ہی دل میں تلخی سے سوچا۔
"میں وعدہ کرتا ہوں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" اس نے دوبارہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
"اپنا ہاتھ ہٹائیں' مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ بولی نہیں پھنکاری تھی۔
"کیا ہو گیا ہے تمہیں بختاور! تم ایسی تو نہیں تھیں۔" وہ حیرانی سے گویا ہوا۔
"آپ بھی تو "ایسے" نہیں تھے' جو شخص جانوروں کا اتنا خیال رکھتا ہو' وہ کسی انسان کے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر سکتا ہے۔" اس نے اسے مزید شرمندہ کیا۔
"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی۔" وہ الجھن آمیز انداز میں بولتا ہوا' اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔
"لیکن میری سمجھ میں آگئی ہے۔" اس نے ناراضی سے سر جھٹکا۔
"کیا۔؟"
"جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھی جانے والی کتابیں پڑھتا ہو' وہ کسی کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔" وہ اس سے ٹھیک ٹھاک خفا تھی۔
"تم بات کو غلط سائیڈ پر لے جا رہی ہو بختاور۔" وہ جھنجلایا۔
"اور آپ پورے کے پورے غلط سائیڈ پر جا چکے ہیں یہ بات آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔" اس نے بھی تلخ لہجے میں دوبدو جواب دیا۔
"ایسا کچھ نہیں ہے بختاور! میں کسی سے جھوٹ نہیں بولتا' کسی کو دھوکا نہیں دیتا' میرے زندگی گزارنے کے اپنے اصول ہیں۔" وہ خفت زدہ انداز میں اسے صفائی دے رہا تھا۔
"آپ کو اپنے سارے اصول و ضوابط مجھے شادی سے پہلے بتانے چاہیے تھے۔"
"تو کیا کرتیں تم۔؟" اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔
"اس کے بعد ہی میں سوچ سمجھ کر شادی کا فیصلہ کرتی۔" وہ سپاٹ انداز میں کہہ کر کمرے سے نکل گئی' کچھ لمحے تو ہاشم کو یقین ہی نہیں آیا کہ یہ جملہ اس لڑکی نے کہا ہے جو اس کی محبت میں اپنے کروڑ پتی باپ کی عیش و عشرت کی زندگی کو ٹھوکر مار آئی تھی۔ جس نے اس کی محبت میں ایک آگ کا دریا پار کیا تھا۔
"میں نے کہا ناں' مجھ سے غلطی ہو گئی۔" وہ کچن میں اس کے پیچھے چلا آیا۔
"تو اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔؟" وہ نل کھول کر برتن دھونے لگی۔ پورا کچن کل سے بکھرا پڑا تھا۔ اس نے جھانک کر بھی نہیں وہاں دیکھا تھا۔
"تم مجھے معاف کر کے پہلے کی طرح ہو جاؤ۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

اس کی فرمائش پر وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی۔
"عورت کوئی موم کی گڑیا نہیں ہوتی کہ اسے مرد جب چاہے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔ اپنی آنکھ کے اشاروں پر چلائے اور اپنے اختیار کے موسم اس پر مسلط کر کے' اس کی سانسوں پر بھی پابندی لگا دے۔" وہ آج ایک نئے ہی رنگ ڈھنگ میں تھی۔
"بختاور پلیز بس کرو اب۔۔۔" اس کے ضبط کا پیمانہ بھی چھلکا۔
"آپ پلیز جائیں یہاں سے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔" وہ برتن دھوتے ہوئے اجنبیت سے گویا ہوئی تو ہاشم کچھ لمحے تو اسے دیکھتا رہا اور پھر کچھ سوچ کر کچن سے نکل گیا۔ بختاور نے اس کے نکلتے ہی ایک لمبی سانس لی' اسے پہلی دفعہ ہاشم کی موجودگی میں گھٹن کا احساس ہوا تھا اور یہ احساس اسے خوفزدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔
آنے والے دنوں میں ان دونوں کے درمیان ایک محسوس کی جانے والی اجنبیت کی دیوار کھڑی ہو گئی تھی' ہاشم نے ان فاصلوں کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی لیکن بیٹیوں کی وفات کے بعد بختاور نے بے حسی کی چادر تان لی تھی' وہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر گھنٹوں قرآن پاک کھول کر تلاوت کرتی رہتی اور ہاشم ناگواری سے اسے دیکھتا رہتا' لیکن خیریت اس لیے تھی کہ اب ہاشم نے اسے ٹوکنا چھوڑ دیا تھا۔

✡ ✡ ✡

بینش کے گھر سے آنے والی ڈھولک کی آواز اوریدا کے اعصاب کو بری طرح چٹخا رہی تھی۔ اس نے ساری کھڑکیاں' دروازے بند کر رکھے تھے لیکن بینش نے اپنے لان میں فنکشن کا اہتمام کر رکھا تھا' وہ بہانے بہانے سے کئی چکر بڑے ابا کے گھر کے لگا چکی تھیں۔ ان کے انگ انگ سے سرشاری ٹپک رہی تھیں اور بات بات پر لبوں سے ہنسی کے فوارے پھوٹ رہے تھے۔
"بوا آپ نے شام میں ارصم کی منگنی پر ضرور آنا ہے۔۔۔" انہوں نے کن انکھیوں سے اوریدا اور عدینہ کو دیکھتے ہوئے بوا رحمت کو مخاطب کیا۔ اوریدا کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک ہوا اور عدینہ نے ناپسندیدہ نظروں سے اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑی اس مغرور عورت کو دیکھا' جس کی گردن آج فخر سے تنی ہوئی اور لہجے میں محسوس کیا جانے والا زعم جھلک رہا تھا۔
"بٹیا! میری طرف سے تو معذرت' آج تو گھٹنوں کے درد نے بے حال کر رکھا ہے۔" بوا رحمت نے انہیں صاف ٹالا۔
"بھئی اوریدا اور عدینہ! تم لوگ تو آؤ گے ناں۔۔۔" انہوں نے جتاتے ہوئے انداز میں دونوں کو دیکھا۔
"نہیں بھئی' آج ان میں سے کوئی بھی نہیں آئے گا' ہم لوگ ایک ڈنر پر انوائیٹڈ ہیں۔۔۔" بڑے ابا نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے اپنی بات سے ان دونوں کو حیران اور بینش کو پریشان کیا۔ وہ ہکابکا انداز میں ان کی طرف دیکھنے لگیں۔
"تایا ابا! آپ ارصم کی انگیجمنٹ میں نہیں آئیں گے کیا۔۔۔؟" بے یقینی ان کے ہر انداز میں نمایاں تھی۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ڈاکٹر جلال کی طرف سے ایسا فقرہ بھی انہیں سننے کو مل سکتا ہے۔
"نہیں بیٹا! آج ڈاکٹر منصور کے پوتے کا ولیمہ ہے اور اس نے اسپیشلی اوریدا کو لانے کو کہا ہے۔" وہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بینش کا سارا سکون غارت کر گئے۔ اوریدا نے بھی حیرانی سے بڑے ابا کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔
"لیکن وہ اوریدا کو کیسے جانتے ہیں۔۔۔؟" بینش کو یقین نہیں آیا۔
"اوریدا تیمور کی بیٹی ہے اور تیمور ڈاکٹر منصور کے بیٹے کا بہترین دوست ہے' وہ جب بھی انگلینڈ جائے تو اس کے پاس ہی قیام کرتا ہے۔" بڑے ابا نے خلاف عادت تفصیل سے جواب دیا۔
"لیکن آپ مجھے پہلے بتاتے ناں' میں ارصم کا فنکشن دوپہر میں ارینج کروالیتی۔۔۔" وہ ٹھیک ٹھاک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

بدمزا ہوئیں۔
"اٹس او کے' آپ لوگ اپنا پروگرام جاری رکھیں' انشاءاللہ ارصم کی شادی پر سارے ارمان پورے کر لیں گے۔" انہوں نے لاپروائی سے کہہ کر ٹی وی کا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور چینل سرچ کرنے لگے۔
"لیکن بڑے ابا! آپ کے بغیر کیا خاک مزا آئے گا۔" بینش پریشانی سے ان کے صوفے پر آن بیٹھیں۔ انہیں اب بڑے ابا کو جذباتی طور پر بلیک میل کرنا تھا جس میں وہ اکثر ہی کامیاب رہتی تھیں۔
"وہ تو ٹھیک ہے بیٹا! لیکن میں ڈاکٹر منصور کو بھی منع نہیں کر سکتا' آپ اچھی طرح جانتی ہیں' میرے ان سے کتنے اچھے تعلقات ہیں۔" انہوں نے بھی نرمی سے اپنی مجبوری جتائی۔
"وہ تو ٹھیک ہے تایا ابا! لیکن آپ بچیوں کو تو مت لے کر جائیں۔ اوریدا کو تو آنا چاہیے ارصم کی منگنی میں' دونوں کی اتنی تو دوستی ہے۔" بینش نے بھی آج اوریدا کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا پورا بندوبست کر رکھا تھا۔
"آپ چلے جائیں ناں بچیاں فنکشن اٹینڈ کر لیں گی۔" انہوں نے مزا لیتے ہوئے مشورہ دیا۔ بڑے ابا نے چونک کر اوریدا کا ہراساں چہرہ دیکھا' وہ شدید اضطراب کا شکار لگ رہی تھی۔ انہیں پہلی دفعہ بینش کی سنگ دلی پر افسوس ہوا۔
"نہیں' اوریدا کو تو میں کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑ سکتا' اس کی بڑی اماں نے اسپیشلی فون کر کے کہا ہے کہ وہ ولیمہ پر ضرور جائے کیونکہ اس کے باپ کی فرمائش ہے یہ۔" بڑے ابا کی بات پر اوریدا نے سکون کا سانس لیا۔
"چلیں مرضی ہے آپ کی۔" وہ ناراض انداز میں اٹھ کھڑی ہوئیں۔
"بڑے ابا! گرین ٹی بناؤں آپ کے لیے؟ پھر ایک ٹاپک سمجھنا ہے آپ سے۔" عدینہ نے بے تکلفی سے موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کی' اور اس میں کامیاب بھی ہو گئی۔
"ہاں ہاں بیٹا! کیوں نہیں' آج ایک اسپیشل آرٹیکل بھی ڈسکس کرنا تھا آپ سے۔" بڑے ابا کا محبت بھرا انداز بینش کو سلگا کر رکھ گیا۔
"ٹھیک ہے تایا ابا! میں اب چلتی ہوں۔" وہ نروٹھے انداز میں گویا ہوئیں۔
"ہاں ہاں کیوں نہیں' جا کر انتظامات دیکھو' اور ہاں ارصم کو مبارک باد دینا میری طرف سے۔" بڑے ابا کا لاپروا انداز ان کا دل جلا کر رکھ گیا' انہوں نے بیزاری سے سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لاؤنج سے نکل گئیں۔ عدینہ' بڑے ابا کو گرین ٹی دے کر اس کے ساتھ بیڈ روم میں آ گئی تھی۔
"یہ خاتون پاگل تو نہیں ہیں...؟" عدینہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ناگواری سے کہا۔
"کون...؟" ایک لمحے کو تو اوریدا بالکل نہیں سمجھی۔
"ارصم کی اماں حضور...." سخت ٹینشن میں بھی عدینہ کا دل جلا انداز اوریدا کے لبوں پر مسکراہٹ لے آیا۔
"یہ شروع سے ایسی ہی ہیں...." اس نے کمرے کے پردے ہٹاتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔
"اگر شروع میں ہی انہیں کسی اچھے سائیکاٹرسٹ کو دکھا دیا جاتا تو کم سے کم بہت سے لوگوں کے مسئلے حل ہو سکتے تھے۔" وہ اس کے پیچھے آن کھڑی ہوئی' جبکہ اوریدا کی نگاہیں' لان میں سجائے گئے پنڈال پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے ایسا لگتا تھا جیسے سامنے اس کی مقتل گاہ سجی ہو' جہاں آج اس کی چاہت اور محبت کو تختہ دار پر لٹکایا جانا ہو۔
"کیوں' خود کو اذیت دے رہی ہو...." عدینہ نے بازو پکڑ کر اسے بیڈ پر بٹھایا اور کھڑکی کے پردے برابر کر دیے۔
"مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا' ارصم میرے ساتھ ایسا بھی کر سکتا ہے۔" اس کی آواز عدینہ کو کسی گہرے کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔
"محبت کے معاملے میں دنیا کے سارے مرد ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جیسے ہوتے ہیں اور جب انہیں اس چیز کا ادراک ہو جائے کہ کوئی لڑکی ان کے عشق میں گرفتار ہے تو وہ اس لڑکی کو اپنی آنکھ کے اشاروں پر چلا کر اپنی مردانگی کی تسکین کرتے ہیں۔ مرد ہر معاملے میں صرف حکمرانی چاہتا ہے' جہاں کوئی عورت اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی ہے' وہیں اس کا جنون بھی کم ہو جاتا ہے۔" اس کی صاف گوئی اوریدا کا دل دکھا رہی تھی۔

"ارصم ایسا نہیں تھا....." اس نے جھجک کر صفائی دینے کی کوشش کی۔

"رہنے دو تم' اچھی طرح پتا چل گیا ہے مجھے' سخت زہر لگتے ہیں ایسے مرد' جو عورت کے کندھوں پر رکھ کر بندوق چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔" عدینہ نے ناک چڑھا کر اپنی ناپسندیدگی کا برملا اظہار کیا۔

"وہ تو میرے ساتھ آخری حد تک جانے کے لیے تیار تھا....." اس نے جلدی سے کہا۔

"کون سی آخری حد؟ کسی لڑکی کو اپنی بزدلی کی سزا دینا کہاں کا انصاف ہے....؟" وہ ناراضی سے گویا ہوئی۔

"بزدلی کی....؟" اوریدا نے الجھ کر اس کا بیزار چہرہ دیکھا۔

"جب کوئی مرد' اپنی محبت کے لیے اسٹینڈ نہ لے سکے' اسے اپنے ہی گھر میں وہ مقام نہ دلا سکے' جس کی وہ حق دار ہو' یہ اس کی بزدلی اور ناکامی ہی ہوتی ہے۔" وہ سر جھٹک کر بیزاری سے بولی۔

"لیکن اگر کوئی مرد اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر اسے اپناتا ہے تو یہ اس کی محبت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔" اوریدا نے فوراً اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"یہ میرے نزدیک محبت کا ثبوت نہیں' بزدلی کی دلیل ہے۔" وہ کسی صورت ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"وہ کیسے....؟" اوریدا نے بحث کی۔

"کسی لڑکی کو چھپ کر نکاح کی ترغیب دلانا اور پھر اس پر عمل در آمد کروانے کا کام وہی مرد کر سکتا ہے' جو اس کی خاطر زمانے والوں سے نہیں لڑ سکتا اور دنیا کی احمق ترین لڑکی وہی ہوتی ہے' جو ایسے شخص کی محبت میں اندھی ہو کر اس کی پیروی کرتی جائے۔ جو اسے اس کا جائز حق ناجائز طریقے سے دلا کر لوگوں کی انگلیوں کا رخ اس کی جانب کر دیتا ہے۔" اس کی باتیں اوریدا کے دل میں کھب کر رہ گئیں۔

"تمہیں پتا ہے گھر والوں کی مرضی کے خلاف بھاگ کر شادیاں کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے' ساری زندگی وہ اس لیبل کو نہیں اتار سکتے' کل کو ان کی اولاد کو بھی اسی پیمانے میں پرکھا جاتا ہے۔" عدینہ کی باتوں نے اس کے لبوں پر خاموشی کی مہر لگا دی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور بوا رحمت ہانپتی کانپتی داخل ہوئیں۔

"بڑے صاحب کہہ رہے ہیں تیار ہو جائیں' آٹھ بجے نکلنا ہے....." انہوں نے ——— پیغام پہنچایا۔

"میرا دل نہیں کر رہا بوا....." اوریدا نے افسردگی سے جواب دیا۔

"یہاں بیٹھ کر دوسروں کے ڈھول ڈھمکے سن کر کون سا دل خوش ہو گا۔" بوا رحمت کے انداز میں پچھتاوا تھا' اوریدا نے چونک کر ان کا بے غرض چہرہ دیکھا' وہ اس کے لیے خاصی فکرمند تھیں۔

"اچھا آپ چلیں' ہم لوگ تیار ہو کر آتے ہیں۔" اس نے بوا کی پریشانی دور کرنے کے لیے کہا۔ اسی وقت اس کے سیل فون پر ماہیر کی کال آگئی' جو اس نے انتہائی بیزاری سے اٹینڈ کی۔

"تم ٹھیک ہو ناں....؟" ماہیر نے کوئی تیسری دفعہ اس سے پوچھا تو وہ اچھا خاصا چڑ گئی۔

"بھائی کیا پرابلم ہے آپ کے ساتھ؟ آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا کہ میں ٹھیک ہوں۔" وہ برا مان کر بولی تو دوسری جانب ماہیر گڑبڑا گیا۔

"دیکھو اوریدا! ماما کی ڈیتھ کے بعد میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ ہر ممکن تمہارا خیال رکھوں اور مجھے نہیں معلوم' میں اس کوشش میں کتنا کامیاب ہوا ہوں' لیکن بہت سی چیزیں' جو مجھے ذاتی طور پر ناپسند بھی تھیں' میں نے صرف اس خیال سے تمہیں نہیں ٹوکا کہ تم ہرٹ ہو گی' اور اب بھی میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم سے یہی کہوں گا کہ بعض معاملات کو اللہ پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔" وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے سمجھانے کی غرض سے بولا۔

"بھائی! میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔" وہ ایک دم شرمندہ سی ہو گئی۔

"ضروری تھوڑا ہوتا ہے کہ ہر بات لفظوں میں ادا کی جائے۔" وہ لاپروائی سے گویا ہوا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔۔؟" وہ جھنجلا گئی۔

"کسی لڑکی کے لیے اس کی عزت اور وقار سب سے اہم چیز ہونی چاہیے' اور ان دونوں پر سمجھوتا کرنا خود کو دوسروں کی نظروں میں رسوا کرنے کے مترادف ہے۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے بہت کچھ سمجھا گیا۔

"پاپا کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟" اوریدا نے دانستہ بات کا رخ بدلا۔

"پہلے سے کافی بہتر ہیں اور ہم لوگ بہت جلد واپس آرہے ہیں۔"

"اچھا کب۔۔۔؟" وہ بے تابی سے گویا ہوئی۔

"ابھی کوئی چیز بھی فائنل نہیں ہے' میں بتا دوں گا جیسے ہی کوئی پروگرام کنفرم ہو گا۔" ماہیر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "یہ لو بڑی اماں سے بات کرو۔" بڑی اماں نے بھی سلام دعا کے بعد چھوٹتے ہی پوچھا۔ "ارصم کی منگنی پر کون کون جا رہا ہے؟"

"کوئی بھی نہیں۔۔۔" اس کی بات نے بڑی اماں کو حیران کیا۔

"خیر تمہارے بڑے ابا تو ضرور ہی جائیں گے' کوئی اور جائے نہ جائے۔۔۔" وہ منہ بنا کر بیزاری سے بولیں۔

"بڑے ابا' میرے اور عدینہ کے ساتھ انکل منصور کے پوتے کے ولیمہ پر جا رہے ہیں۔" اوریدا نے جھٹ سے اطلاع دی۔

"منصور احمد گردیزی کے پوتے کی بات کر رہی ہو ناں۔" انہوں نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"ہاں ایک ہی تو فرینڈ ہیں بڑے ابا کے اس نام کے۔" اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"ان کے پوتے کا ولیمہ تو کل رات ہو گیا ہے' میں نے خود مسز منصور کو مبارک باد کا فون کیا تھا۔" بڑی اماں کی بات پر اسے حیرانی کا جھٹکا لگا۔ کئی لمحے تک تو وہ بول ہی نہیں سکی۔

"ہو سکتا ہے' وہ کوئی اور ہوں۔۔۔" اس نے سنبھل کر جواب دیا۔

"لو اب راتوں رات اور کون سا منصور اُگ آیا زمین سے۔۔۔" وہ برا مان گئیں۔

"یہ تو اب بڑے ابا ہی بتا سکتے ہیں۔۔۔" اوریدا نے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی۔

"ہاں ہو سکتا ہے' لیکن یہ بات مجھے ابھی بھی ہضم نہیں ہو رہی' جلال صاحب' ارصم کا فنکشن کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟" بڑی اماں کا لہجہ حیرانی میں ڈوبا ہوا تھا لیکن انہیں یہ بات سمجھ میں آئی ہو یا نہ آئی ہو' اوریدا کو کافی حد تک آ گئی تھی۔

وہ رات کو عدینہ اور بڑے ابا کے ساتھ باہر نکلی تو سامنے روشنیوں سے سجے پنڈال کو دیکھ کر اس کے زخم ہرے ہو گئے۔ اس کا خوش فہم دل ابھی بھی کسی انہونی کا منتظر رہا لیکن' وہ انہونی شاید آج کی رات ان کے گھر کا راستہ بھول گئی تھی۔

"ہم نے تو کسی کے ولیمہ پر جانا تھا ناں۔۔۔" عدینہ نے اسلام آباد کلب میں داخل ہوتے ہوئے بڑے تعجب سے ڈاکٹر جلال کا چہرہ دیکھا۔

"میرا موڈ بدل گیا تھا' سوچا آج بیٹھ کر کہیں مزے کا ڈنر کرتے ہیں۔" انہوں نے مینو کارڈ اٹھاتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔ عدینہ کی آنکھوں میں تحیر کے رنگ ابھرے' جبکہ اوریدا تو اپنے ہی غم میں ڈوبی ہوئی تھی۔

کھانے کے دوران بھی عدینہ اور بڑے ابا' میڈیکل سے متعلق چیزوں کو ہی ڈسکس کرتے رہے' دونوں ہی اپنے پروفیشن کے معاملے میں جنونی تھے۔ جب کہ اوریدا کا سارا دھیان اس فنکشن کی طرف تھا۔ جہاں ارصم اپنی زندگی کی نئی شروعات کا پہلا قدم اٹھانے جا رہا تھا۔

"اوریدا! اپنا کھانا ختم کرو۔۔۔" بڑے ابا نے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کسی سوچ میں گم دیکھ کر ٹوکا تو وہ بے دلی سے کھانے لگی۔

"ارے ڈاکٹر جلال آپ....؟" بڑے ابا کے ایک کولیگ انہیں اچانک ہی مل گئے تھے' وہ ان کے ہمراہ گفتگو کرتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے۔

"اوریدا! کیا ہو گیا ہے یار' بی بریو...." عدینہ نے افسردگی سے اس کا سوگوار چہرہ دیکھا۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے مجھے...." وہ اپنے شدید دکھی ہوئے جذبات پر بمشکل بند باندھ کر کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"بے وقوف لڑکی! کیوں تماشا بنواؤ گی اپنا...." اس نے محبت بھرے انداز سے اسے ڈانٹا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرا دماغ پھٹ جائے گا' کیوں کر رہا ہے وہ میرے ساتھ ایسا؟" اس نے ٹشو سے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑا' لیکن آنسو آج بغاوت کے موڈ میں تھے' اس لیے باہر نکل ہی آئے۔

"ٹینشن مت لو' سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا...." وہ قدرے نرم لہجے میں اسے تسلی دے رہی تھی۔

"کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا' مجھے پتا ہے...." بولتے ہوئے ایک دفعہ پھر اس کی آواز بھاری ہوئی۔

"اچھا اب رونا تو بند کرو' بڑے ابا پریشان ہو جائیں گے۔" اس نے فکرمندی سے دوسری طرف دیکھا' ڈاکٹر جلال اپنے دوست کے ساتھ شاید باہر کی طرف نکل گئے تھے۔

"مجھے لگتا ہے' بڑے ابا جان بوجھ کر ہمیں گھر سے نکال کر لائے ہیں' وہ خود بھی اس فنکشن میں نہیں جانا چاہتے تھے۔" عدینہ نے بے تکلفی سے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"ہاں' مجھے اندازہ ہے...." اس نے ٹشو سے اپنا چہرہ رگڑتے ہوئے بوجھل آواز میں کہا۔ "ایک یہی چیز تو میرے دل کو حوصلہ دے رہی ہے۔"

"لیکن' وہ کیوں کر رہے ہیں ایسا...." عدینہ اس پہیلی کو بوجھنے سے قاصر تھی۔

"کچھ بھی ہو' خون کے رشتے کہیں نہ کہیں تو اپنا

آپ منوا ہی لیتے ہیں۔" وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

رات ساڑھے گیارہ بجے کے بعد وہ لوگ واپس آئے تو فنکشن اختتام پذیر ہو چکا تھا' اور اب ملازمین ساری چیزیں سمیٹ رہے تھے۔ اوریدا نے دانستہ اس طرف دیکھنے سے پرہیز کیا اور بھرے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی آئی' آج کی رات اس کے لیے بہت بھاری تھی۔

☆ ☆ ☆

"تم نے اچھا نہیں کیا اپنے ساتھ...." رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا' جب آغا جی لان کی سیڑھیوں پر اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔ رات کے سناٹے میں ان کی آواز ارصم کے اعصاب پر کسی ہتھوڑے کی طرح لگی۔ اس نے زخمی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا اور پھر افسردگی سے سر جھکا لیا۔ چاند کی روشنی میں وہ اس تھکے ہارے مسافر کی طرح لگ رہا تھا جو منزل پر آکر بھٹک گیا ہو۔ اسے پہلی دفعہ احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنے پیروں پر خود اپنے ہاتھوں سے کلہاڑی ماری تھی۔ اب دل کو عجیب سی بے چینی لاحق ہو گئی تھی۔ اس لیے وہ کھلی فضا میں آکر بیٹھ گیا۔

"تو کیا کرتا....؟" وہ کچھ افسردگی اور بے دلی سے بولا۔

"اگر کسی اور کے لیے اسٹینڈ نہیں لے سکتے تھے تو ارسلہ کے ساتھ انگیجمنٹ پھر بھی نہیں کرنی چاہیے تھی تمہیں۔" وہ ہنوز خشک لہجے میں گویا ہوئے۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں آغا جی...." ارصم کو شاک لگا۔

"مجھے تم سے اس قدر کم ہمتی کی توقع نہیں تھی' تمہیں اپنی ماں کو سمجھانا چاہیے تھا۔" آغا جی کی بات پر اس کی پریشانی بڑھ گئی۔

"سب کچھ آپ کے سامنے ہی تو تھا آغا جی' میں نے انکار کیا اور ممی کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا۔" اس نے گھبرا کر وضاحت دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تم نے چیک کیا تھا اس کا بی پی۔۔۔؟" انہوں نے خفگی سے اس کی طرف دیکھا۔
"نہیں۔۔۔" وہ بوکھلا گیا۔
"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو۔۔۔؟" وہ طنزیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔
"وہ ماں ہیں میری' جھوٹ تھوڑا بولیں گی مجھ سے۔" وہ گڑبڑا سا گیا۔
"ٹھیک ہے کل کو وہ کہیں گی' ارسلہ کے ساتھ باہر شفٹ ہو جاؤ تو کیا تب بھی چلے جاؤ گے؟" آغاجی نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔
"ہرگز نہیں۔۔۔" اسے کرنٹ لگا۔
"اور تب بھی تمہاری ماں کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا تو؟" وہ آج مکمل طور پر اس کی کلاس لینے کے موڈ میں تھے۔
"آپ نے بھی تو میرا ساتھ نہیں دیا۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولا۔
"تم نے تو پہلے ہی مرحلے پر ہتھیار ڈال دیے تھے' یہ منگنی اتنی بھی ضروری نہیں تھی' اگر تمہاری پھپھو کو اتنی ہی چاہ تھی تو وہ دوبارہ بھی پاکستان آسکتی تھیں' لیکن افسوس تم نے سمجھ داری کا مظاہرہ نہیں کیا۔۔۔" انہوں نے صاف گوئی سے کہا۔
"آغاجی! میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔۔۔" اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔
"تو ٹھیک ہے اگر یہ فیصلہ کیا ہے تو پھر نبھانا بھی پڑے گا تمہیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

ارصم نے بوکھلا کر ان کی طرف دیکھا' وہ یہ بات ان کو کبھی بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ یہی سوچ تو اس کا سارا سکون غارت کر چکی تھی۔ آغاجی اسے مزید الجھنوں میں مبتلا کر کے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔ وہ بے چینی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ٹہلنے لگا۔ اچانک اس کی نظر بڑے ابا کے پورشن کی طرف گئی' اس نے سر اٹھا کر ان کے فرسٹ فلور کی طرف دیکھا۔ اوریدا کے کمرے کی لائیٹ جل رہی تھی۔ وہ ٹہلتا ہوا ان کی طرف آگیا اور اسی سیڑھی پر آکر بیٹھ گیا' جو اوریدا کی پسندیدہ جگہ تھی۔۔۔ بے شمار سوچوں نے اس کا دامن جکڑ رکھا تھا۔ ابھی تو کسی اور کے ساتھ بندھے تعلق کو چند گھنٹے ہی گزرے تھے' پچھتاووں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔
"یہ میں نے کیا کر لیا۔۔۔" وہ بے بسی کے گہرے احساس کے زیر اثر اپنے ہاتھ مسل رہا تھا۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا' کب بڑے ابا کے پورشن کا مین دروازہ کھلا اور وہ سگار لیے باہر نکلے۔
"ارصم۔۔۔ تم۔۔۔" انہیں باہر نکلتے ہی جھٹکا لگا۔
"السلام علیکم بڑے ابا۔۔۔" اس نے گھبرا کر خفت زدہ انداز میں انہیں سلام کیا۔
"تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" ان کا سپاٹ لہجہ ارصم کی روح فنا کر گیا۔
"کچھ نہیں بڑے ابا! نیند نہیں آرہی تھی' اس لیے ٹہلتا ہوا ادھر آگیا۔" اس نے گھبرا کر صفائی دی۔
"نیند نہیں آرہی تو کوئی ٹرینکولائزر لو اور سو جاؤ۔۔۔" ان کا لہجہ بڑا روکھا اور خشک سا تھا' ارصم نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا' جو اپنا سگار لیے لان کی روش پر ٹہل رہے تھے۔ اسے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ ان کے انداز میں ایک محسوس کی جانے والی بے رخی ہے۔
"آپ کیوں جاگ رہے ہیں اس وقت۔۔۔؟" وہ کچھ سوچ کر ان کے پاس آکر فکرمندی سے بولا۔
"جن گھروں میں جوان بیٹیاں ہوں' وہاں بوڑھے والدین کی نیندیں ایسے ہی اڑ جاتی ہیں۔ کوئی پتا تھوڑی چلتا ہے' کون کس وقت چور دروازے سے اندر داخل ہو کر آپ کی عزت سے کھیل جائے۔" بڑے ابا کا لہجہ جتاتا ہوا اور آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ ارصم کے لیے ایک قدم بھی اٹھانا مشکل ہو گیا۔
اس نے بوکھلا کر بڑے ابا کا چہرہ غور سے دیکھا' جہاں آج اس کے لیے اجنبیت بے گانگی اور خفگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔
"بڑے ابا! آپ مجھ سے خفا ہیں کیا۔۔۔؟" اس کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
READING
Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"میں تم سے کیوں خفا ہوں گا۔۔۔؟" انہوں نے جواباً" طنزیہ نگاہوں سے اس کی طرف ایسے دیکھا کہ ارصم کو ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا۔

"بڑے ابا بھی اس منگنی کی وجہ سے ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے۔۔۔" وہ اپنے پورشن کی طرف بڑھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

"ہائے ارصم۔۔۔" اس نے جیسے ہی ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھا' صوفے کے اندر دھنسی ہوئی ارسلہ اسے دیکھ کر پُرجوش ہوئی۔ اس نے تنگ جینز کے اوپر چھوٹا سا ٹاپ پہن رکھا تھا۔ ارصم نے بے ساختہ اپنی نظریں ٹی وی کی طرح مبذول کیں وہاں انگلش فلم کا ایک بے ہودہ سا منظر چل رہا تھا۔

"استغفراللہ۔۔۔" اس نے جلدی سے ریموٹ اٹھا کر چینل تبدیل کیا۔ "تم کیا فضولیات دیکھتی رہتی ہو؟" اس نے منہ بنا کر ناگواری کا اظہار کیا۔

"ان تھرڈ کلاس پاکستانی پولیٹیکل شوز سے تو اچھی ہی ہوتی ہیں یہ موویز۔۔۔" ارسلہ کو بھی غصہ آگیا۔

"مجھے سخت ناپسند ہیں ایسی چیزیں۔۔۔" اس نے ریموٹ کنٹرول صوفے پر اچھالا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"جسٹ آ منٹ ارصم۔۔۔" وہ بھاگ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"فرمایئے۔۔۔" اس نے اپنے اندر بے ساختہ اٹھتی ہوئی ناگواری کی لہر کو بمشکل دبایا۔

"میں آج کے فنکشن میں کیسی لگ رہی تھی؟" ۔۔۔ وہ اپنی ناراضی بھلائے بڑی دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"اچھی۔۔۔" اس نے یہ کہہ کر اپنی جان چھڑانا چاہی۔

"سب کہہ رہے تھے' پرپل کلر مجھ پر بہت سوٹ کر رہا ہے۔" اس نے فخریہ لہجے میں گردن اٹھا کر کہا۔

"تم نے آج پرپل کلر پہنا تھا کیا۔۔۔" ارصم کے منہ سے بے ساختگی میں نکلنے والا یہ جملہ ارسلہ کا چہرہ تاریک کر گیا۔

"کیا تمہیں یہ بھی نہیں پتا' میں نے آج پرپل کلر کی میکسی پہنی تھی؟؟" وہ جھنجلا گئی۔

"نن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔" خطرے کی گھنٹی ارصم کے ذہن میں بجی۔

"جھوٹ مت بولو' می ٹھیک کہہ رہی تھیں۔۔۔ تمہارا ذہن کہیں اور تھا پورے فنکشن میں۔" وہ خفا ہوئی۔

"ناٹ ایٹ آل یار' ایسا کچھ نہیں ہے' بس کلرز کے معاملے میں مجھے کچھ پتا نہیں چلتا' سارے ایک جیسے ہی لگتے ہیں۔" اس نے گھبرا کر صفائی دی' دوسری صورت میں اسے پتا تھا کہ ارسلہ اتنی آسانی سے یہ بات ہضم نہیں کرے گی۔

"تم سچ کہہ رہے ہو ناں۔۔۔" اس نے بے یقین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"آف کورس یار' بے شک می سے پوچھ لینا۔۔۔" اس نے دانستہ لاپروا انداز اپنایا۔

"اچھا' پھر ٹھیک ہے۔۔۔" وہ کچھ مطمئن ہوئی تو ارصم نے سکون کا سانس لیا۔

"بات سنو' وہ تمہاری کزن اور اس کے گرینڈ فادر کیوں نہیں آئے تھے فنکشن میں؟" اس کی اگلی بات نے پھر ارصم کا سارا سکون درہم برہم کر دیا۔

"وہ لوگ کہیں اور انوائیٹڈ تھے۔۔۔" اس نے نظریں چُرا کر وہی بات دہرائی' جو بینش بیگم پورے فنکشن میں سب کے سامنے کہہ رہی تھیں' یہ اور بات وہ پوری تقریب میں بڑے ابا کے نہ آنے پر بری طرح تلملاتی رہی تھیں۔

"یہ کیا بات ہوئی' ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے انہیں سب سے پہلے تمہیں امپورٹنس دینی چاہیے تھی۔" ارسلہ نے برملا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

"بھئی' اس ٹاپک پر صبح بات کریں گے' میں بہت تھک چکا ہوں۔" ارصم نے اس سے جان چھڑانے کے لیے جمائی لی اور فوراً" سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READ Section

ارسلہ کو شدید کوفت کا احساس ہوا اور وہ پاؤں پٹختی ہوئی دوبارہ ٹی وی لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔ ارسم اسے بار بار مایوس کر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

بادلوں نے صبح سے آسمان پر ڈیرے جمار کھے تھے۔ موسم کی خوب صورتی بھی اس گھر کے مکینوں کے دلوں پر کوئی خوشگوار اثر چھوڑنے سے قاصر تھی۔ بندیا ابھی ابھی اپنے لوہے کے ٹرنک کے ساتھ گاؤں سے دوبارہ شہر پہنچی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک محسوس کی جانے والی کوفت نما بے زاری تھی۔

"خیر ہے تمہاری اماں نے کہیں اس دفعہ پٹائی تو نہیں کر دی تمہاری؟" بینش نے اپنے مخصوص تیکھے انداز میں اسے چھیڑا۔

"نہیں..." اس نے اپنے لوہے کے صندوق سے کپڑے نکالتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"منشی چچا بتا رہے تھے، تمہاری منگنی ہو گئی ہے۔" بینش نے وہ خبر بریک کر ہی دی تھی، جو وہ اس سے چھپانا چاہ رہی تھی۔

"ہاں..." اس نے مختصراً جواب دیا۔

"تمہاری انگیج منٹ رنگ کہاں ہے...؟" بینش تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے پاس چلی آئی۔

"وہ تو آتے ہوئے اماں نے لے لی تھی..." اس نے بے خیالی میں بتایا۔

"لو منگنی تمہاری ہوئی ہے یا تمہاری اماں کی..." بینش استہزائیہ انداز میں ہنسی۔ "ہاں انہوں نے سوچا ہو گا، اتنی قیمتی چیز شہر میں کہیں گم ہی نہ ہو جائے، گولڈ کی تھی ناں رنگ..." وہ مزے سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ہاں..." وہ افسردگی سے اپنے کپڑے الماری میں لٹکانے لگی۔

"ارے، یہ تمہارا شگن کا جوڑا ہے کیا...؟" اس نے ایک سرخ رنگ کا ٹشو کا دوپٹا اٹھایا جس پر سنہری رنگ کی کرن لگی ہوئی تھی۔

"او مائی گاڈ! تم نے یہ دوپٹا اوڑھا تھا..." وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے ہنسنے لگی، کمرے میں داخل ہوتے تیمور نے یہ منظر بہت ناگواری سے دیکھا۔

بندیا کی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے آنسو اور بینش کا تضحیک آمیز انداز اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر بینش کی ہنسی یکدم رکی، وہ بہت دن بعد ان کے پورشن کی طرف آیا تھا۔ بندیا کے دل کی دھڑکنیں بے ربط ہوئیں۔ وہ دانستہ رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے تیمور تم...؟" بینش بے تابی سے کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک ساتھ کئی جگنو چمکے۔

"بندیا! تمہیں اماں بلا رہی ہیں..." وہ بینش کو نظر انداز کر کے اس سے مخاطب ہوا تو وہ بوکھلا کر مڑی۔

"تمہیں پتا ہے بندیا کی منگنی ہو گئی ہے اور کچھ عرصے بعد شادی۔" بینش نے تیمور کے اعصاب پر بم گرایا۔

"اچھا، مبارک ہو..." وہ خشک انداز میں گویا ہوا تو بینش پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

"میں جا رہا ہوں، کچھ دیر بعد آجانا..." وہ جلدی سے مڑ گیا۔

"تائی اماں کیوں بلا رہی ہیں اسے..." بینش کے کان کھڑے ہوئے۔

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں، دلیہ بنوانا ہے، جو کم از کم تمہیں تو بنانا نہیں آتا ہو گا۔" وہ اس کی طنزیہ بات پر خفت کا شکار ہوئی۔

"ظاہر ہے ایک میڈیکل کی اسٹوڈنٹ کو کہاں آتے ہوں گے ایسے کام۔" اس نے ہلکا سا سنبھل کر صفائی دی۔

"بندیا! جلدی آجانا تم..." وہ مڑے بغیر دوبارہ بولا اور کمرے سے نکل گیا۔

"تھینکس گاڈ، اس کا موڈ کچھ تو بہتر ہوا۔ پتا ہے آج کتنے دنوں کے بعد اس نے مجھ سے بات کی ہے۔" وہ اپنی ہی دھن میں خوشی سے بولی۔

"ہوں..." اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"ایک تو تم گاؤں چلی گئیں، اوپر سے تیمور کوئی لفٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نہیں کروا رہا تھا مجھے' مت پوچھو' کتنی بور ہوئی ہوں میں پچھلے دنوں۔" وہ منہ بنائے گزشتہ دنوں کا احوال بتانے لگی' بندیا نے جلدی جلدی کپڑے سمیٹنے شروع کیے' اس کا تمام تر دھیان تیمور کی طرف تھا۔

"تائی اماں کی طرف جا رہی ہو کیا ...؟" وہ دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی' جب بینش نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"ہاں ...." اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جلدی واپس آجانا' پھر اکٹھے مل کر چائے پئیں گے۔" بینش کا موڈ آج کافی خوشگوار تھا۔ وہ سر ہلا کر عجلت بھرے انداز میں گھر سے نکل آئی' جیسے ہی وہ اپنا لان عبور کر کے تیمور کی طرف آئی' وہ لان میں کھڑا پائپ سے پودوں کو پانی دے رہا تھا' اسے دیکھ کر اس نے پائپ زمین پر پھینکا' پانی کا نل بند کیا اور اس کے پاس چلا آیا۔

"اماں نے نہیں بلایا' مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی۔" وہ خاصا سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"کیا ہوا ...؟" بندیا کا دل بری طرح دھڑکا۔

"ادھر آؤ میرے ساتھ ...." وہ اس کا بازو پکڑ کر گھر کے پچھلے حصے کی طرف لے آیا' وہاں ایک چھوٹا سا لان تھا' جہاں قطار میں کئی درخت لگے ہوئے تھے' وہ دونوں شیشم کے ایک گھنے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

"میرے والدین نے میری منگنی کر دی ہے ...." وہ اپنے ہاتھوں کو مسلتی ہوئی تیمور کو خاصی پریشان لگی۔

"کوئی بات نہیں' ادھر بابا بھی میرے نکاح کا پروگرام بنا رہے ہیں۔" تیمور کے انکشاف پر اس نے ہراساں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پھر اب کیا ہو گا ...؟" وہ خوف زدہ ہو گئی۔

"فکر مت کرو' میں آج بڑی اماں سے بات کروں گا۔" اس نے نرم لفظوں سے اسے دلاسا دیا۔

"لیکن میرے امی' ابا تو کبھی بھی نہیں مانیں گے۔" بندیا نے اسے کسی غلط فہمی میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔

"مجھے معلوم ہے' کیونکہ منشی چاچا جانتے ہیں' میری اور بینش کی بات چیت طے ہے اور وہ مر کر بھی تمہارا رشتہ نہیں دیں گے ہمیں۔" وہ ضرورت سے زیادہ آگاہ تھا' اس کی بات پر بندیا نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"پھر سب کچھ کیسے سیٹ ہو گا؟"

"ہمیں کوئی بولڈ اسٹیپ لینا ہو گا ...." وہ پُراعتماد انداز میں بولتا ہوا اس کے چھکے چھڑا گیا۔

"میں ڈیزی باجی کی طرح بہادر نہیں ہوں ...." وہ گھبرا سی گئی۔

"میں اماں کو اعتماد میں لوں گا ...." اس کی بات نے بندیا کو بوکھلا دیا۔

"تائی اماں کو ...." اس نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"ہاں ...." وہ مطمئن انداز میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"پلیز ایسا مت کیجئے گا' وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گی ...." بندیا کو ایک نئی فکر لاحق ہو گئی۔

"ڈونٹ وری' وہ تمہارے مزاج کو اچھی طرح جانتی ہیں ...." اس نے مسکرا کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"لیکن ...." وہ ابھی تک حواس باختہ تھی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں' تم مجھ پر بھروسا رکھو بندیا۔ ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے شرارت سے شیشم کا ایک بھاری تنا ہلایا' کئی پتے ایک ساتھ دونوں پر آن گرے' بندیا' ایک دم ڈر کر ہلکا سا پیچھے ہٹی' تیمور قہقہہ لگا کر ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

✲ ✲ ✲

اس ویک اینڈ پر عدینہ بغیر بتائے ہی گھر آگئی تھی۔ شام کا وقت تھا جب اس نے گھر میں قدم رکھا' فضاؤں میں مغرب کی اذانیں گونج رہی تھیں۔ آپا صالحہ وضو کر کے غسل خانے سے نکلیں اور اندر داخل ہوتی عدینہ کو دیکھ کر انہیں جھٹکا لگا' جبکہ دوسری طرف عدینہ' آپا صالحہ کا نقاہت زدہ وجود دیکھ کر ایک دم حیران ہوئی' اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

نے ہاتھ میں پکڑا بیگ زمین پر پھینکا اور عجلت بھرے انداز میں ان کے پاس پہنچی۔
"آپا کیا ہوا ہے آپ کو، طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" اس نے فکر مندی سے جلدی سے ہاتھ لگا کر ان کا ماتھا چھوا، آپا صالحہ کو مسیحائی کی تاثیر روح تک اترتی محسوس ہوئی۔
"ہاں ہاں ٹھیک ہوں، معمولی سا نزلہ زکام ہے...." آپا صالحہ نے دانستہ لاپروا انداز اپنایا۔
"لیکن کب سے ہے....؟" وہ ان کا بازو پکڑ کر پریشانی سے برآمدے میں لے آئی۔
"پچھلے ایک ہفتے سے...." عدینہ کے چہرے پر پھیلے تفکر کے سائے دیکھ کر انہوں نے جلدی سے وضاحت دی۔
"موسم بھی تو تبدیل ہو رہا ہے ناں۔"
"آپ کو مجھے بتانا چاہیے تھا، میں اوریدا کے دادا سے اچھی سی میڈیسن لکھوا دیتی۔" وہ ان کے ساتھ برآمدے میں رکھے لکڑی کے تخت پر بیٹھ گئی۔
"اچھا، اب لکھوا لینا، پہلے یہ عبایہ تو اتار لو۔" انہوں نے مسکرا کر اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔
"مجھے تو آپ کی شکل دیکھ کر شاک لگا ہے، لگتا ہے آپ کا اپیٹائٹ بھی خاصا کم ہے، رنگ دیکھا ہے آپ نے اپنا۔" وہ بے تکلفی سے اپنا عبایہ اتارتے ہوئے پریشانی کا اظہار کر رہی تھی۔
"ارے عدینہ باجی آپ...." کچن سے نکلتی مونا اسے دیکھ کر ایک دم خوش ہوئی۔
"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں آپا بیمار ہیں...." وہ اس پر خفا ہوئی۔
"میرے ذہن سے نکل گیا تھا...." مونا نے آپا کی تنبیہی نظروں سے گھبرا کر جھوٹ بولا۔
"تمہاری یادداشت دن بہ دن کچھ زیادہ خراب نہیں ہوتی جا رہی ہے صبح و شام بادام بھگو کر کھایا کرو۔" عدینہ نے اس کی کلاس لی۔
"مونا! عدینہ کے لیے کھانا لاؤ....؟" آپا صالحہ نے اس کی توجہ دوسری جانب مبذول کروانے کے لیے کہا۔
"کھانا نہیں، صرف چائے پیوں گی، وہ بھی کڑک سی۔" عدینہ کا دھیان بٹ گیا تھا۔
"اچھا، پہلے آپ کا بیگ اندر رکھ آؤں۔" مونا نے بھاگ کر اس کا سامان اٹھایا اور اگلے ہی لمحے اس کی کمر دہری ہو گئی۔ "استغفراللہ، عدینہ باجی! کیا اس بیگ میں اینٹیں بھر کر لائی ہیں آپ؟" اس نے غصے سے بیگ زمین پر رکھ دیا۔
"اینٹیں نہیں، میڈیکل کی بھاری بھاری کتابیں ہیں، تم رکھ دو اسے، میں خود اٹھا لوں گی۔" عدینہ نے مسکرا کر جواب دیا۔
"کتنے دن کے لیے آئی ہو....؟" آپا صالحہ نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔
"دو دن کے لیے...." اس کے جواب پر وہ کچھ مطمئن ہوئیں۔
کھانا کھا کر اس نے نماز پڑھی اور آپا صالحہ کے کمرے میں چلی آئی، وہ ہلکا سا کھیس اوڑھے لیٹی ہوئی تھیں، اس کے آنے سے پہلے آپا نے اپنی ساری ادویات الماری میں چھپا کر رکھ دی تھیں۔ وہ عدینہ کو اپنی بیماری کے سلسلے میں مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھیں۔
"آپ کی میڈیکل فائل کہاں ہے؟" اس کی بات پر وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں۔
"تم نے کیا کرنی ہے؟" انہوں نے کھوجتی نگاہوں سے اپنی بیٹی کا سادہ سا چہرہ دیکھا، وہ ان کے پاس آ بیٹھی تھی۔
"سوچ رہی ہوں، اس دفعہ ساتھ لے جاؤں، اوریدا کے دادا کو دکھاؤں گی۔"
"تو جاتے ہوئے لے جانا، ابھی تو ریسٹ کر لو، سفر کر کے آئی ہو۔" انہوں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔
"آپ کے پاس لیٹ جاؤں...." اس کے معصومانہ انداز پر وہ مسکرا دیں۔
"مسکرا کیوں رہی ہیں آپ....؟" وہ فوراً مشکوک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ہوئی۔
"اس لیے کہ ایسی کوئی فرمائش تم نے کبھی بچپن میں بھی نہیں کی تھی' جواب کرنے لگی ہو۔" انہوں نے بھی بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا۔
"بچپن میں تو مجھے آپ سے ڈر ہی بہت لگتا تھا۔۔۔"
وہ جلدی سے ان کے پاس آکر لیٹ گئی' آپا نے اسے اپنے قریب کرلیا۔ وہ ان کے ساتھ تقریباً" لپٹ ہی گئی تھی۔
"کیوں اب نہیں لگتا کیا۔۔۔؟" انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔
"نہیں' اب نہیں لگتا۔۔۔" اس نے آپا کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیا۔ آپا کو اس کے لمس نے گہری طمانیت کا احساس بخشا تھا۔ کمرے میں ایک معنی خیز سی خاموشی کے لمحات ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے۔
"آپا! آپ کو ایک بات بتانی تھی۔۔۔" وہ ان کے کانوں میں سرگوشی کے انداز میں بولی۔
"ہاں بولو۔۔۔" انہیں اس کا انداز غیر معمولی سا لگا۔
"پہلے وعدہ کریں' مجھ سے خفا نہیں ہوں گی۔۔۔" آپا صالحہ بے چین ہوئیں۔
"کیا بات ہے عدینہ! پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہو؟" انہوں نے عجلت بھرے انداز میں کہا۔
"آپ وعدہ کریں۔۔۔" آپا کو وہ آج پانچ سال کی معصوم بچی لگی تھی۔
"اچھا نہیں ہوتی۔۔۔" انہوں نے بادل نخواستہ کہا۔ جب کہ عدینہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔
"آپ کو پتا ہے آپا۔۔۔؟" وہ رکی۔
"کیا' بولو ناں۔۔۔؟" انہیں عجیب سی بے چینی لاحق ہوئی۔
"عبداللہ زندہ ہے۔۔۔" عدینہ کے تین لفظی جملے پر انہیں شاک لگا۔ ایک لمحے کو تو انہیں لگا جیسے انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہو۔
"کون زندہ ہے۔۔۔؟" آپا صالحہ کی آواز اسے کنویں میں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی' کمرے میں چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوتی مونا بھی تجسس سے مجبور ہو کر دروازے میں رک گئی۔
"عبداللہ۔۔۔" عدینہ نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔ مونا بوکھلا کر اندر چلی آئی' اسے لگا تھا جیسے چائے کی ٹرے اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گی۔ اس نے جلدی سے ٹرے میز پر رکھی اور ان کے پلنگ کے پاس آن کھڑی ہوئی۔
"تمہیں کس نے بتایا؟" آپا صالحہ نے سنبھل کر سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ انہوں نے کوئی خاص ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا' عدینہ کو تھوڑی سی مایوسی ہوئی۔
"ایک سڑک پر اچانک ملاقات ہوئی تھی میری۔"
عدینہ کی بات پر بھی ان کا چہرہ سپاٹ رہا۔
"پھر وہ میرے کالج بھی آیا تھا۔۔۔" اس بات وہ تھوڑا بے چین ہوئیں۔
"لیکن میں نے اسے سختی سے منع کردیا کہ وہ دوبارہ وہاں نہ آئے۔" اس کے جملے نے آپا کی ڈوبتی ابھرتی نبضوں کو زندگی کا احساس بخشا۔
"میں نے اچھا کیا نا؟" عدینہ نے ڈرتے ڈرتے ان کی طرف دیکھا۔ آپا کے چہرے پر ایک مبہم سی مسکراہٹ جبکہ مونا کا چہرہ ناراضی کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ وہ احتجاجی نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی' جو اب بڑے مطمئن انداز سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ جبکہ آپا صالحہ کا سارا سکون برباد ہوچکا تھا۔

✡ ✡ ✡

شائستہ بیگم کے لب حیرت کی زیادتی سے کھلے اور پھر بند ہونا بھول گئے۔ ان کی آنکھوں میں خوف' حیرت اور پریشانی کے ملے جلے رنگ تھے' وہ بے یقینی سے تیمور کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ جس نے تھوڑی دیر پہلے ہی ان کی سماعتوں میں صور پھونکا تھا۔
"پاگل تو نہیں ہوگئے ہو۔" وہ بوکھلا کر ننگے پاؤں اٹھیں اور اپنے بیڈ روم کا دروازہ اندر سے لاک کیا' اس پر بھی بس نہیں چلا تو کھڑکیوں کے پردے بھی اچھی طرح آگے کردیے تھے لیکن ابھی بھی ان کے اندر ایک بھونچال برپا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"میں کسی قیمت پر بھی بینش سے شادی نہیں کروں گا۔" اس کا لہجہ بے لچک تھا۔

"لیکن بینش کی جگہ بندیا۔۔۔" انہیں یہ بات بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ "تمہارا باپ زندہ زمین میں دفن کردے گا تمہیں۔" انہوں نے اسے ڈرانا چاہا۔

"تو ٹھیک ہے' میں پھر لندن میں اپنی ایک انگریز کلاس فیلو سے شادی کرلوں گا۔" تیمور کی اگلی تجویز پر انہیں ایک زوردار کرنٹ لگا۔

"کون سی کلاس فیلو۔۔۔" وہ ایک دفعہ پھر بوکھلائیں۔

"میرے ساتھ پڑھتی ہے اور پسند کرتی ہے مجھے۔۔۔" وہ سپاٹ انداز سے گویا ہوا۔

"عیسائی ہے وہ۔۔۔"

"ہاں۔۔۔" اس نے نظریں چرا کر کہا۔

"کیا ہوگیا ہے تیمور تمہیں کیا تم بہن بھائیوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اپنی ماں کو کوئی خوشی نہیں دو گے؟" وہ خفا ہوئیں۔ "شرم آنی چاہیے تم سب کو۔۔۔"

"اس گھر میں رہ کر آپ کی کسی اولاد کو کوئی خوشی نہیں ملے گی۔" وہ حد درجہ بدگمان تھا۔

"لیکن بندیا کا باپ کبھی بھی تمہارے چچا سے وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔" انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اس لیے اس کا خیال بھی دل سے نکال دو۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ آپ کسی مولوی کو بلوا کر نکاح پڑھوا دیں میرا' ایک ڈیڑھ ماہ میں۔۔۔ میں بندیا کے ڈاکومنٹس تیار کروا کر لے آؤں گا اور ہم لوگ خاموشی سے یہاں سے چلے جائیں گے۔" اس نے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا؟ میں کسی کی بچی کے ساتھ ایسا کیوں کروں؟" وہ ٹھیک ٹھاک برا منا گئیں۔

"تو پھر ٹھیک ہے' تیار ہوجائیں' آپ کے میاں صاحب نے آپ کی اولاد کے ساتھ برا کرنے کا پورا پروگرام ترتیب دے دیا ہے۔" وہ تلخ انداز میں گویا ہوا تو انہوں نے استفہامیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"آپ کو پتا ہے ابا نے طیبہ کا رشتہ سلیمان چچا کے بڑے بیٹے سے طے کردیا ہے' جو ایف اے فیل ہے۔" تیمور نے ان کی سماعتوں پر ایک اور بم گرایا۔

"کیا صلاح الدین سے۔۔۔؟" ان کا رنگ فق ہوا۔ صلاح الدین ان کے میاں کے کزن کا بیٹا تھا۔

"ہاں صلاح الدین سے جو طیبہ سے پورے سترہ سال بڑا ہے اور بابا میرے جانے سے پہلے پہلے طیبہ کا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔" تیمور ناراضی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ انہیں پہلی دفعہ اس کی پریشانی کھل کر سمجھ میں آئی۔

"تمہیں کس نے بتائی ہیں یہ ساری باتیں۔۔۔" انہیں یقین نہیں آیا۔

"میں نے خود اپنے کانوں سے سنی ہیں' انہوں نے سلیمان چچا کو کل اپنے اسپتال میں بلوا رکھا تھا۔" وہ بیزاری سے گویا ہوا۔

"کیا سلیمان بھائی مان گئے۔"

"ظاہر ہے ان کے نالائق بیٹے کو گھر بیٹھے ایک ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ مل رہا ہے' وہ کیوں انکار کریں گے۔" تیمور نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن تمہارے بابا نے مجھ سے تو کوئی ذکر نہیں کیا اور طیبہ کا بھلا کیا جوڑ بنتا ہے صلاح الدین سے۔۔۔؟" ان کی تیوری کے بل گہرے ہوئے۔

"اب وہ ڈیزی کی غلطی کی سزا ہم سب لوگوں کی بے جوڑ شادیاں کرکے دیں گے ہمیں اور آپ کو بھی عین ٹائم پر بتائیں گے' تاکہ کوئی احتجاج بھی نہ کرسکے۔" وہ ان سے ٹھیک ٹھاک ناراض تھا۔ اس کا اظہار اس کے لہجے سے بخوبی ہو رہا تھا۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارے باپ کا' اپنی انیس سال کی بیٹی کی شادی اس لفنگے زمین دار سے کریں گے۔" انہیں غصہ آیا۔

"آپ جتنا مرضی شور مچالیں' لیکن ہوگا وہی جو وہ چاہیں گے۔" تیمور نے ان کو تلخ حقیقت سے آگاہ کیا تو وہ تھوڑا نرم ہوئیں' اس بات کا احساس تو انہیں بھی اچھے طریقے سے تھا۔ ڈیزی کے غلط فیصلے کے بعد دونوں میاں بیوی کے درمیان اچھے خاصے فاصلے بڑھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئے تھے۔ ڈاکٹر جلال کو لگتا تھا کہ ڈیزی کی تربیت میں جو کمی رہ گئی تھی اس میں سراسر قصور ان کی بیوی کا ہے۔ اس کا اظہار وہ وقتاً "فوقتاً" کرتے رہتے تھے۔

اگلے ہی دن ڈاکٹر جلال نے شائستہ بیگم کو اپنے کمرے میں بلوالیا' وہ ذہنی طور پر تیار تھیں لیکن اس کے باوجود انہیں ایک دفعہ پھر دھچکا لگا تھا۔ وہ دوٹوک انداز میں اپنا فیصلہ شائستہ بیگم کو سنا کر سگار سلگانے لگے' جبکہ شائستہ بیگم کا سارا ہی وجود سلگ کر رہ گیا۔

"طیبہ اور صلاح الدین کی عمروں کا فرق دیکھا ہے۔" وہ ناراضی سے گویا ہوئیں۔

"خاندان میں رشتے کرتے ہوئے ایسی چیزیں نہیں دیکھی جاتیں۔" انہوں نے فوراً" ہی یہ اعتراض رد کردیا۔

"وہ میڈیکل کے پہلے سال میں ہے۔ اسے سکون سے پڑھنے تو دیں۔" اس دفعہ ان کے لہجے میں ناگواری کا عنصر شامل ہوا۔

"تمہارا کیا خیال ہے' اسے بھی موقع دے دوں کہ وہ جب چاہے اپنے باپ کی عزت اپنے پیروں میں روندے اور کسی کے ساتھ منہ کالا کرکے بھاگ جائے۔" وہ مشتعل انداز میں گویا ہوئے۔

"طیبہ ایسی نہیں ہے۔" انہوں نے کمزور لہجے میں اپنی سب سے چھوٹی اولاد کا دفاع کرنا چاہا۔

"تو کیا ڈیزی کے ماتھے پر لکھا ہوا تھا کہ وہ ایسی ہے؟" ان کے لہجے میں طنز کی آمیزش شامل ہوئی۔

"اس کی پڑھائی ڈسٹرب ہوجائے گی اور پھر طیبہ کو کہاں عادت ہے گاؤں کے ماحول میں رہنے کی۔" اس دفعہ انہوں نے محتاط انداز اپنایا۔

"سلیمان نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ طیبہ کو پڑھائی سے منع نہیں کرے گا۔" ان کے پاس سارے سوالوں کے جواب تھے۔

"پھر بھی آپ ایک دفعہ اور سوچ لیں۔" ان کا دل تو برا ہو ہی چکا تھا لیکن وہ پھر بھی مشورہ دینے سے باز نہیں آئیں۔

"میں نے جتنا سوچنا تھا' سوچ لیا' اب مزید سوچنے کی کوئی گنجائش نہیں۔" انہوں نے فوراً" ہی انکار کیا۔

"تو پھر مجھ سے کیوں مشورہ کررہے ہیں۔" ان کو بھی غصہ آیا۔

"مشورہ نہیں کررہا' تمہیں بتا رہا ہوں' جو شاپنگ کرنی ہے' کرلو' مجھے تیمور کے جانے سے پہلے طیبہ کا نکاح کرنا ہے۔" انہوں نے بے لچک لہجے میں کہا تو وہ ناراضی کے اظہار کے طور پر چپ کرگئیں۔

جیسے ہی یہ خبر طیبہ تک پہنچی اسے سن کر شاک ہی تو لگا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کی قوت گویائی سلب ہوگئی ہو' کچھ لمحے صدمے کے زیر اثر رہنے کے بعد اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

"اماں' ڈیزی باجی کے کیے کی سزا' بابا مجھے کیوں دے رہے ہیں۔" اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں بیٹا' وہ تو کچھ بھی سننے کو تیار نہیں' میں نے بہت بحث کرکے دیکھ لی ان سے۔" انہوں نے بے بسی سے اپنی ناکامی کا اعتراف کیا۔

"وہ اچھا نہیں کررہے میرے ساتھ۔" طیبہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

"میں کیا کروں میری بیٹی! ایسا لگتا ہے جیسے یہ زندگی نہیں دودھاری تلوار ہے' میری ساری کی ساری اولاد ہی بدقسمت نکلی۔" وہ بھی دوپٹا منہ پر رکھ کر رونے لگیں۔ کمرے میں داخل ہوتے تیمور نے ان کا یہ جملہ بغور سنا تھا۔

"میں بتا رہا ہوں اماں! میں اپنی زندگی سے کسی کو بھی کھیلنے نہیں دوں گا۔" وہ خفگی بھرے انداز میں ان کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"تو کیا کرو گے تم۔" انہوں نے بھیگے لہجے میں پوچھا۔

"بتا رہا ہوں' اگر بابا نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم ان کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی ساری زندگی اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا۔" تیمور کے لہجے میں کچھ تھا' جس نے شائستہ بیگم کو اوپر سے لے کر نیچے تک ہلا دیا۔

"اس میں میرا کیا قصور ہے۔" وہ گھبرا گئیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جب آپ کے مجازی خدا' اپنے بچوں پر اپنے فیصلے زبردستی مسلط کر سکتے ہیں تو آپ میری خوشیوں کی خاطر میرا ساتھ نہیں دے سکتیں۔" وہ زخمی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"تمہارا باپ جان سے مار دے گا مجھے۔" وہ خوف زدہ لہجے میں بولیں۔

"میں نے کہا ناں' آپ کا نام کبھی بھی میرے لبوں پر نہیں آئے گا' میں مر جاؤں گا لیکن یہ راز کبھی نہیں کھولوں گا۔" تیمور نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"آپ لوگ کس چیز کے متعلق بات کر رہے ہیں۔" طیبہ اپنا غم بھول کر پریشان ہوئی۔

"بتا دیں گے تمہیں بھی.... فی الحال تم اٹھو اور دو کپ چائے بنا کر لاؤ۔" تیمور نے اپنی چھوٹی بہن کو منظر سے ہٹایا۔

"تم کہو تو میں منشی غلام صابر سے بندیا کے بارے میں بات کر کے دیکھوں...." وہ نیم رضامندی سے بولیں۔

"ہرگز نہیں.... بات کھل جائے گی اور سارا الزام آپ کے سر پر آجائے گا.... کیونکہ مجھے معلوم ہے' منشی چچا کبھی نہیں مانیں گے۔ وہ بینش کے بابا کی بہت عزت کرتے ہیں۔" تیمور نے صاف گوئی سے کہا۔

"لیکن کسی کی بیٹی کے ساتھ ایسا کرنے کو میرا دل نہیں مانتا۔" انہوں نے بے چارگی سے اپنا مسئلہ بتایا۔

"اماں! یہ ہم دو لوگوں کی خوشی کا سوال ہے۔ بندیا کی منگنی بھی زبردستی اس کے والدین نے کر دی ہے' وہ بھی وہاں شادی کرنا نہیں چاہتی۔" تیمور نے التجائیہ نگاہوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا' جو ---- شش و پنج کا شکار تھیں۔

"آپ کیا چاہتی ہیں کہ بینش میری زندگی کو بھی جہنم بنا دے۔ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔" تیمور اچھا خاصا پریشان تھا۔

"تم اپنے باپ کے سامنے انکار کر دو...." انہوں نے ایک اور تجویز دی۔

"آپ کا کیا خیال ہے' وہ مان جائیں گے؟" اس نے بے زاری سے سر کو جھٹکا دیا۔ "وہ تو طیبہ کے ساتھ ساتھ میرا بھی زبردستی نکاح پڑھوا کر ہمیشہ کے لیے پاکستان روک لیں گے.... پلیز اماں.... آپ سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کریں۔"

"اچھا.... مجھے کچھ سوچنے دو...." وہ کافی حد تک مان چکی تھیں۔

اسی شام وہ طیبہ اور صلاح الدین کے رشتے کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے آغا جی کی طرف نکل آئیں' انہیں امید تھی کہ ان کے دیور حماد صاحب.... ان کی بات سمجھ کر اپنے بڑے بھائی کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے' کچھ بھی تھا' ڈاکٹر جلال' اپنے چھوٹے بھائی کی رائے کو خاصی اہمیت دیتے تھے' وہ کسی بھی قیمت پر طیبہ کی شادی صلاح الدین سے نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

انہوں نے بینش کے پورشن کی طرف قدم رکھا' ٹی وی لاؤنج خالی تھا اور سامنے بینش کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا' بندیا بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اور بینش اس کے قدموں میں قالین پر اس طرح بیٹھی تھی کہ دونوں کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ بندیا سرسوں کے تیل کا پیالہ پاس رکھے بینش کے سر میں مساج کر رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ شائستہ بیگم ان دونوں کو مخاطب کرتیں' بندیا کی بات نے انہیں خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

"بیا.... آپ نے صلاح الدین کو دیکھا ہے؟ تایا ابا جس کے ساتھ طیبہ کا نکاح کر رہے ہیں؟"

"وہ بھی بھلا کوئی دیکھنے کی چیز ہے۔" بینش استہزائیہ انداز میں ہنسی۔

"کیا مطلب....؟"

"ایک نمبر کا جاہل گنوار اور جنگلی بندہ ہے' نہ شکل اچھی اور نہ کرتوت...." اس کا بے تکلفی سے کیا گیا تبصرہ شائستہ بیگم کا دل چیر کر رکھ گیا۔

"تو پھر تایا ابا کیوں کر رہے ہیں طیبہ کی اس کے ساتھ شادی؟" بندیا کا مساج کرتا ہوا ہاتھ پریشانی کی وجہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے رک گیا۔

"میں نے ہی مشورہ دیا تھا انہیں۔۔۔" اس نے مزے سے کہا۔

"آپ نے۔۔۔؟" بندیا کے ساتھ ساتھ دروازے میں کھڑی شائستہ بیگم کو بھی جھٹکا لگا۔

"ہاں۔۔۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ طیبہ کی شادی جتنی جلدی کردیں گے تو اچھا ہوگا۔ پڑھائی تو ہوتی رہے گی۔" وہ آنکھیں بند کیے بہت سے لوگوں کی آنکھیں کھول رہی تھی۔

"تو کیا صلاح الدین کا نام آپ نے لیا تھا ان کے سامنے۔۔۔؟" بندیا کو افسوس ہوا۔

"میں نے تو نہیں لیا تھا' وہ تو سلیمان چچا کا فون آیا تھا ان کے پاس' کہ کوئی اچھی لڑکی بتائیں ان کے بیٹے کے لیے۔۔۔ میں بھی وہیں موجود تھی۔" وہ لاپروائی سے سارا قصہ بیان کررہی تھی۔

"پھر۔۔۔؟" بندیا کا سانس رکا۔

"پھر خود ہی وہ بولے کہ طیبہ اور اس کا جوڑ کیسا رہے گا؟"

"آپ کو منع کردینا چاہیے تھا۔" بندیا نے پریشانی سے کہا۔

"میرا دماغ خراب ہے جو تایا ابا کی کسی بات سے انحراف کروں' انہیں میری فرماں برداری اور تابعداری ہی تو بھاتی ہے' یہ علیحدہ بات کہ وہ کرتے وہی ہیں جو میں چاہتی ہوں۔" اس کا زعم بھرا انداز شائستہ بیگم کے لیے نیا نہیں تھا لیکن انہیں حقیقتاً" اس بات کا دکھ ہوا۔

"آپ پلیز تایا ابا کو سمجھائیں نا' طیبہ بے چاری کا رو رو کر برا حال ہے' وہ بندہ ان کے قابل نہیں ہے۔" بندیا نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے پرائی آگ میں کودتی پھروں۔۔۔ اچھا ہے' شادی ہو اس کی وہیں' تمہیں پتا نہیں' جب اس کا میڈیکل میں ایڈمیشن ہوا تھا تائی اماں کتنا اتراتی پھر رہی تھیں' انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی بڑا تیر مار لیا ہو۔" اس کا لہجہ زہر میں ڈوبا ہوا تھا۔

"لیکن اس میں طیبہ بے چاری کا کیا قصور ہے؟" بندیا نے اس کے سر کا مساج کرتے ہوئے ناگواری کا اظہار کیا۔

"مزا آئے گا اسے بھی صلاح الدین سے شادی کرکے' وہ بھلا کہاں پڑھنے دے گا اسے۔ پھر تاؤں گی میں تائی اماں کو اس خاندان میں صرف ایک ہی لڑکی ڈاکٹر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اور وہ ہے بینش جمال۔۔۔"

اس کا طنزیہ لہجہ اب ناقابل برداشت تھا۔ شائستہ بیگم الٹے قدموں واپس لوٹ آئیں' انہیں احساس ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر جلال کو اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں سمجھا سکتی۔ اس واقعے کے بعد بینش ان کے دل سے مکمل طور پر اتر گئی تھی اور انہوں نے جذبات میں آکر آخر کار وہ قدم اٹھا ہی لیا جس کے بارے میں سوچتے ہوئے ان کا ضمیر ملامت کرنے لگتا تھا۔ اگلی ہی صبح بینش کے کالج جاتے ہی وہ تیمور اور بندیا کے ساتھ اپنی بہترین دوست فاخرہ کے گھر آگئیں' جہاں چند لوگوں کی موجودگی میں خاموشی سے تیمور اور بندیا کا نکاح پڑھوا دیا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

ہاشم ایک پرائیویٹ فرم میں انٹرویو دے کر نکلا تو سامنے سے آتی ایک بے قابو بائیک سے ٹکرا گیا' جس کے نتیجے میں اس کی ٹانگ ہلکی سی فریکچر ہوگئی تھی اور ڈاکٹر نے اس کی ٹانگ پر چھ ہفتوں کے لیے پلستر چڑھا دیا تھا۔ ہاشم کو اس کا ایک دوست فلیٹ میں چھوڑنے آیا تو اسے دیکھ کر بختاور ایک دم پریشان ہوگئی۔ وہ اپنی ساری ناراضی بھلائے اب ہاشم کے آگے پیچھے پھر رہی تھی۔

"معلوم ہوتا کہ تمہارے ناراضی ایسے ختم ہوگی تو میں بہت پہلے ہی اپنی کوئی ہڈی تڑوا لیتا۔" وہ اس کے لیے یخنی بنا کر لائی تو ہاشم نے اسے چھیڑا۔ اس نے مسکرا کر پیالہ میز پر رکھ دیا۔ "تم اب کچھ زیادہ ہی چپ چپ نہیں رہنے لگی ہو؟" ہاشم نے کھوجتی نگاہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی۔
"نہیں تو۔۔۔" وہ پھیکے انداز میں مسکرائی۔
"جھوٹ مت بولو بختاور۔۔۔ مجھے اچھی طرح پتا ہے' تم ابھی بھی مجھ سے خفا ہو۔" وہ افسردگی سے گویا ہوا۔
"ایسی بات نہیں ہے' میری سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ میں کیا بات کروں۔" اس نے بے بس انداز میں اعتراف کیا۔
"آئی ایم سوری یار۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ حالات ایسے ہو جائیں گے۔" اس حادثے کے بعد ہاشم میں کافی تبدیلی آئی تھی لیکن یہ تبدیلی چند روزہ ہی تھی۔
کچھ ہی دن کے بعد ہاشم اور بختاور کو ایک بری خبر ملی' ہاشم کی دکانوں میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگ گئی اور سارا ہی سامان جل کر خاک ہو گیا۔ اس خبر نے جہاں بہت سے لوگوں کو پریشان کیا تھا' وہاں ہاشم کے تو ہاتھ پیر پھلا دیے۔ وہ بیروزگار تھا اور اس کا ذریعہ معاش وہی دکانیں تھیں جو جل کر خاکستر ہو گئی تھیں۔
"اب کیا ہو گا بختاور۔۔۔" ہاشم بوکھلا گیا' وہ ابھی چلنے پھرنے سے قاصر تھا اور پلستر کھلنے میں کافی دن تھے' اوپر سے یہ سانحہ ہو گیا۔
"اللہ مالک ہے۔۔۔" اس نے اپنے شوہر کو تسلی دینے کی کوشش کی۔
"اللہ زمین پر آکر ہمیں کھانے کے لیے تھوڑا دے کر جائے گا۔" وہ شدید ذہنی تناؤ کا شکار تھا۔
"اللہ کے بندے دے جائیں گے' ٹینشن لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہاشم۔" وہ اس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔
"تمہیں صورت حال کا اندازہ نہیں ہے' ان دونوں دکانوں کی ہر چیز جل گئی ہے' انہیں اپنی صحیح حالت میں لانے کے لیے کافی پیسہ چاہیے' جو میرے پاس نہیں ہے۔" وہ اس وقت اپنے آپ سے بھی خفا لگ رہا تھا۔
"لیکن پریشانی بھی تو کسی چیز کا حل نہیں ہے۔"

بختاور کو پہلی دفعہ اندازہ ہوا تھا کہ وہ بہت کمزور اعصاب کا مالک ہے۔
"میرے پاس اس مہینے صرف پانچ ہزار روپے ہیں' اب تم خود بتاؤ میں کیا کروں؟" بختاور کو پہلی دفعہ صورت حال کی سنگینی کا احساس ہوا۔ ڈاکٹر نے ہاشم کو گوشت اور یخنی زیادہ سے زیادہ پینے کا مشورہ دیا تھا اور یہاں دکانوں کے جلنے سے اگلے دو ماہ کے لیے بھی کرائے کی کوئی امید نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے کچن میں چلی آئی' آٹے کا کنستر خالی ہونے کے قریب تھا اور تیل بھی تقریباً" ختم تھا۔
اس نے ڈبے سے دال نکالی۔ خاموشی سے بیٹھ کر دال چننے لگی۔ دل بے شمار اندیشوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ بیٹیوں کی موت کا دکھ پس پردہ چلا گیا تھا اور معاشی مسائل منہ کھول کر سامنے آن کھڑے ہوئے تھے۔
"ایک کپ چائے کا ملے گا کہ نہیں۔۔۔ سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔" ہاشم اپنے کمرے میں لیٹا ہوا چیخا' اس نے گھبرا کر دال ایک طرف رکھی اور جلدی سے چائے کا پانی چولہے پر رکھا۔ چینی کا مرتبان کھولا تو ایک اور دھچکا لگا' اندر صرف دو چمچہ چینی پڑی تھی' اس نے بوجھل دل کے ساتھ چائے بنائی اور کمرے میں لے آئی۔ وہ بے زار لیٹا ہوا تھا۔
"پتا نہیں کس بات کی سزا ملی ہے مجھے' لولا لنگڑا ہو کر پڑ گیا ہوں بیڈ پر۔" اس نے جلدی سے چائے کا گھونٹ بھرا اور پھر ناگواری سے بختاور کی طرف دیکھا۔
"اس میں تھوڑا دودھ تو ڈال لیتیں' بد مزا سا قہوہ بنا کر لے آئی ہو۔"
"دودھ ختم تھا۔۔۔" اس نے ڈرتے ڈرتے صفائی دی۔
"ہاں۔۔۔ اب تو ہر بات کے جواب میں یہی سننے کو ملے گا' فلاں چیز ختم ہے اور فلاں چیز لانی ہے۔" وہ اپنے اندر کی فرسٹریشن نکالنے کے لیے موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ جو اسے بختاور نے فراہم کر دیا تھا۔
"اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں۔" وہ روہانسی ہوئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"نہیں... میرا قصور ہے' میں نے خود جاکر اپنی دکانوں کو آگ لگائی ہے۔" وہ ہر بات کا الٹا جواب دے رہا تھا۔ اس لیے بختاور نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ وہ یوں ہی اٹھ کر کمرے کی چیزیں سمیٹنے لگی۔

"سچ سچ بتاؤ تم دل ہی دل میں پچھتاتی تو ہوگی' کس کنگلے سے شادی کرلی اور اپنے باپ کا شان دار بنگلہ چھوڑ کر آگئی۔" وہ کہیں کا غصہ کہیں اور نکال رہا تھا۔ بختاور نے گلہ آمیز نظروں اس کی طرف دیکھا۔

"میری کس بات سے لگا ہے آپ کو...؟" وہ ہلکا سا جھنجلا گئی۔

"یہی جو تم اپنے ہونٹوں پر خاموشی کے تالے لگائے پھرتی ہو' یقیناً" دل ہی دل میں مجھے کوستی ہوگی۔"

"بہت ہی افسوس کی بات ہے' اگر آپ ایسا سوچتے ہیں۔" اسے بھی غصہ آگیا۔

"میں حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں اور ایک تجویز ہے میرے پاس تمہارے لیے۔" ہاشم کی اگلی بات نے اسے حیران کیا۔

"وہ کیا...؟" وہ پریشانی سے اس کا سپاٹ چہرہ دیکھنے لگی۔

"تم اگر چاہو تو اپنے والدین کے گھر واپس جاسکتی ہو' میری طرف سے اجازت ہے تمہیں۔" وہ نظریں چرا کر بولتا ہوا بختاور کو شدید صدمے سے دوچار کرگیا۔ وہ ہونق انداز سے اپنے شریک سفر کو دیکھنے لگی' اسے کہاں توقع تھی کہ وہ اس سے ایسی بات بھی کہہ سکتا ہے۔

☆ ☆ ☆

"عدینہ باجی! سخت خفا ہوں میں آپ سے..."

رات کو وہ جیسے ہی اپنے اور مونا کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوئی مونا نے اس کی طرف دیکھتے ہی جھٹ سے اپنی ناراضی کا اظہار کیا۔

"ارے وہ کیوں بھلا...؟" وہ مسکراتے ہوئے اپنا بیگ کھولنے لگی۔

"آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ عبداللہ بھائی زندہ ہیں۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"تمہاری ملاقات ہوتی تو تب ہی بتاتی نا۔" عدینہ نے اسے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔

"اتنی بڑی خوش خبری فون پر بھی تو سنائی جاسکتی تھی۔" مونا جھنجلا کر اٹھ بیٹھی۔

"تو پھر تمہارے چہرے کے اتنے پیارے تاثرات دیکھنے کو کیسے ملتے بھلا؟" عدینہ نے پیار سے اس کی ٹھوڑی کو ہلایا تو اس کی ساری خفگی بھک کر کے اڑ گئی۔

"ویسے میں مان گئی آپ کی محبت کو..." اس نے مسکراتے ہوئے عدینہ کا ہاتھ پکڑا تو اس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ساری دنیا کہتی تھی کہ وہ زندہ نہیں ہیں لیکن آپ نے کسی کی بات کا یقین نہیں کیا۔"

"اس لیے کہ میرا دل ہی نہیں مانتا تھا۔" اس نے اپنا رات کو پہننے کے لیے آرام دہ سوٹ نکالا۔

"ان کپڑوں کو چھوڑیں' یہ بتائیں کہ آپ کی کیا فیلنگز تھیں جب آپ نے پہلی دفعہ دیکھا انہیں؟" وہ حد درجہ بے تاب ہو رہی تھی۔

"سچ پوچھو تو میرا دماغ ایک دم بھک کر کے اڑ گیا تھا۔" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"پھر...؟" وہ متجسس ہوئی۔

"اس کے بعد مجھے اس پر بے تحاشا غصہ آیا' میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں کچھ کر گزروں۔" وہ مونا کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی' اس لیے سچ سچ بتا دیا جسے سن کر کم از کم مونا کو دھچکا سا لگا تھا۔

"میں نے کھری کھری سنا دیں اسے اور یہ بھی کہا کہ وہ دوبارہ مجھ سے کوئی رابطہ کرنے کی کوشش نہ کرے مجھے اب اس کی ضرورت نہیں۔"

"یہ تو سراسر ناشکری کی ہے آپ نے..." مونا کو غصہ آگیا۔ "پہلے اتنا عرصہ روتی رہیں اور جب وہ مل گئے تو ایسی باتیں کہنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس لیے کہ وہ خود سے نہیں آیا تھا میرے پاس'

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

وقت نے ملایا تھا ہم دونوں کو۔۔۔" وہ ابھی تک خفا تھی۔
"مجھے تو سخت حیرت ہو رہی ہے کہ آپ عبداللہ بھائی سے اتنا خفا بھی ہو سکتی ہیں۔" مونا کو یقین نہیں آیا۔
"جن سے بے تحاشا محبت ہو' ان سے ناراضی کا تعلق بھی اتنا ہی گہرا ہوتا ہے۔" اس نے سادگی سے کہا۔
"لیکن ان کو کتنا دکھ ہوا ہوگا' آپ کی اس بات پر۔۔۔" مونا افسردہ ہوئی۔ "لیکن اس دکھ سے کم ہوگا' جو اذیت پچھلے ڈھائی سال میں نے برداشت کی' ایسے لگتا تھا جیسے زندگی ہی پل صراط بن گئی ہو۔ بس ہر لمحہ یہی کرب ستاتا تھا کہ وہ مجھ سے خفا ہو کر گیا تھا۔" وہ افسردگی سے نظریں جھکائے بولی۔
"تو اب کیا ہو گیا ہے آپ۔۔۔؟" مونا نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔
"اب میں اس خلش اور پچھتاوے کی بستی سے نکل آئی ہوں' محبت اپنی جگہ لیکن اس نے میری انا کو مجروح کیا ہے' وہ ڈھائی سال میری بے بسی سے کھیلتا رہا اسے ایک دفعہ بھی احساس نہیں ہوا کہ وہ کسی کو اذیت کے سمندر میں دھکیل آیا ہے۔" عدینہ کے لہجے میں گلے شکووں کا ایک جہان آباد تھا۔
"ان کے جہاز کو حادثہ پیش نہیں آیا تھا کیا؟" مونا نے حیرانگی سے پوچھا۔
"میں نے تو نہیں پوچھا لیکن میری دوست اور یدا کو بتایا ہے اس نے۔۔۔ اس دن اس کا اور اس کے دوست کا ایرپورٹ آتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اس لیے اس کی فلائٹ مس ہو گئی تھی۔"
"اوہ تو۔۔۔ پھر۔۔۔" مونا کی سانس رکی۔
"پھر اس کی ایک ٹانگ اور بازو فریکچر ہو گیا اور اس کے دوست کی اس حادثے میں موت واقع ہو گئی۔" عدینہ نے ایک اور انکشاف کیا۔
"یہ تو بہت برا ہوا ان کے ساتھ۔۔۔" مونا کے منہ سے پھسلا۔
"ہاں بتا رہا تھا کہ پورے چھ مہینے وہ اسپتال میں رہا اور پھر اس نے اپنے ماموں سے رابطہ کر کے انہیں بلایا اور سختی سے منع کر دیا انہیں کہ اس کی ماں کے علاوہ کسی اور کو اس کے زندہ رہنے کا نہ بتائیں۔" عدینہ کا چہرہ تاریک ہوا۔
"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔" مونا کو مایوسی ہوئی۔
"وہ مجھ سے اور آپا سے خفا تھا' اس لیے اس نے اپنی ماں کو بھی ملائیشیا بلوا لیا جہاں وہ پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔" اس نے مزید بتایا۔
"یہ کیا بات ہوئی' انہیں کم از کم آپ کو تو بتانا چاہیے تھا۔" اسے ایک دم غصہ آیا۔
"اس کے لیے اس کی والدہ اہم تھیں' اس نے انہیں آگاہ کر دیا' باقی سارے لوگوں سے تو تعلق توڑ چکا تھا وہ۔۔۔" وہ بدگمان ہوئی۔
"خیر تعلق تو نہیں توڑا ہوگا' اگر ایسا ہوتا تو اب کیوں آپ کے پیچھے آ رہے ہیں بار بار۔۔۔" مونا نے فوراً" ہی طرف داری کی۔
"اب ایسی ہی کوئی خلش اسے ستا رہی ہوگی کہ اس نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔" وہ اپنے پلنگ کی چادر ٹھیک کر کے لیٹ گئی۔
"تو اب آپ کیا کریں گی ان سے۔۔۔؟" مونا پریشان ہوئی۔
"وہی جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ لاتعلقی کی چادر اوڑھنا صرف اسی کو نہیں آتی۔ سارے ہی لوگوں کو اپنی عزت اور انا عزیز ہوتی ہے۔"
وہ بے لچک لہجے میں اپنے ارادوں سے آگاہ کر کے لیٹ گئی اور مونا ہکا بکا انداز میں اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عبداللہ واپس آئے گا تو عدینہ اس طرح بے رخی سے اس کا استقبال کرے گی۔

☼ ☼ ☼

شانزے کا ڈراما آن ایر ہوتے ہی دھوم مچ گئی تھی۔ اس کی ابتدائی اقساط نے ہی ریٹنگ چارٹ میں سب سے اوپر اپنی جگہ بنالی تھی۔ اس کے ساتھ ہی شانزے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

کے پاس آفرز کا ایک طوفان آگیا تھا۔ اس کے انداز میں ایک محسوس کیے جانے والا اعتماد اور بے نیازی آگئی تھی۔

"تم آخر کہاں بزی ہو آج کل۔۔۔" اس دن ماہیر کی اچانک ہی کال آگئی، وہ کچھ اکتایا ہوا لگ رہا تھا۔

"کہیں نہیں۔۔۔" اس نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"مجھے سرمد بتا رہا تھا تم نے ہمارے آفس کی جاب چھوڑ دی ہے؟" اس کے اس سوال نے شانزے کو بوکھلا دیا۔

"ہاں وہ مینیج نہیں کر پا رہی تھی۔" اس نے گول مول سا جواب دیا۔

"تمہاری ایسی کون سی مصروفیت ہو گئی ہے جو تم یہ نہیں مینیج کر پا رہی تھیں۔" وہ حیران ہوا۔

"کوئی خاص نہیں، تم آؤ گے تو بیٹھ کر بات کریں گے۔" اس نے صاف اسے ٹالا تھا۔

"میں نے پاپا سے تمہارے متعلق بات کی ہے۔" ماہیر کی اس بات نے اس کے چھکے اڑا دیے۔

"پھر۔۔۔"

"وہ ملنا چاہ رہے تھے تم سے، تم اپنی پھوپھو سے بات کرو نا، میں پاکستان آتے ہی یہ قصہ نپٹانا چاہتا ہوں۔" وہ اپنی ہی دھن میں بول رہا تھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔" اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور ذہن میں وہ سارے پروجیکٹس گھومنے لگے جو وہ کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے جیسے تیسے بات ختم کی اور کچن میں رباب کے پاس آگئی جو فرائیڈ رائس بنا رہی تھی۔

"او مائی گاڈ شانزے! اب کیا ہو گا؟" رباب کا حیرت کی زیادتی سے منہ کھل گیا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آرہا مجھے۔" وہ بھی پریشان ہو چکی تھی۔

"کب تک آرہا ہے وہ پاکستان۔۔۔" رباب اپنے آپ کو سنبھال کر اب اس کا منہ دیکھنے لگی۔

"کہہ تو یہی رہا تھا کہ جلد ہی آجائے گا۔" وہ منہ بناتے ہوئے چھلے ہوئے مٹر کھانے لگی۔

"تو اب کیا کرو گی تم۔۔۔" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"تم بتاؤ نا، اب تو سرمد بھائی بھی مجھ سے خفا ہیں۔ ان سے بھی مشورہ نہیں کر سکتی میں۔۔۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہت بڑی بے وقوفی کی ہے انہیں خفا کر کے۔" رباب نے سبزیاں تلتے ہوئے صاف گوئی سے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"مجھے کیا پتا تھا وہ ایسے ناراض ہو جائیں گے، دوبارہ مڑ کر بھی نہیں دیکھیں گے۔" اس نے گاجر کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

"خیر اب تم یہ تو نہ کہو، تمہیں پتا نہیں تھا، تم نے سب کچھ جان بوجھ کر کیا ہے۔" رباب نے اسے آئینہ دکھایا۔

"ٹرسٹ می رباب، پہلے شوبز میرا شوق تھا لیکن اب مجھے میری مجبوری کھینچ کر لائی ہے اس فیلڈ میں۔" اس نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

"ان ساری باتوں پر میں یقین کر سکتی ہوں، ماہیر اور سرمد نہیں۔۔۔" رباب نے اسے مزید پریشان کر دیا۔

"اسی بات کی تو ٹینشن ہے مجھے۔۔۔"

"ابھی بھی وقت ہے شانزے، تم خود ماہیر کو بتا دو، اگر وہ پاکستان آگیا اور اسے یہاں آکر اس بات کا پتا چلا تو وہ بہت ہرٹ ہو گا۔" اس نے اسے سمجھایا۔

"وہ تو ٹھیک ہے یار! لیکن میری ہمت ہی نہیں پڑ رہی، وہ جان سے مار دے گا مجھے۔۔۔" شانزے کو اب معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہو رہا تھا۔

"پھر ایسا کرو، سرمد سے بات کرو، وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا۔" اس نے نیا مشورہ دیا۔

"وہ بھی تو اسی کا کزن ہے، اسی کی طرف داری کرے گا۔" شانزے نے منہ بنا کر اسے یاد دلایا۔

"تو ٹھیک ہے، پھر خود ہی بھگتنا اس ساری سچویشن کو۔۔۔" اس نے بھی ہاتھ جھاڑ کر چاولوں کو دم دیا اور سکون سے کچن سے نکل آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟" وہ اس کے پیچھے چلی آئی۔

"ماہیر اور تمہارا رشتہ ختم بھی ہوسکتا ہے۔" اس نے محتاط انداز میں اسے ڈرانا چاہا۔

"سو واٹ....." اب کے حیران ہونے کی باری رباب کی تھی۔ اسے شاک لگا' وہ تعجب اور حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی' جس پر نئی دنیاؤں کو تسخیر کرنے کی لگن صاف بڑھتی جارہی تھی۔ رباب کو اس کی کم عقلی پر ٹھیک ٹھاک افسوس ہوا۔

"تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیا....." وہ ناگوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"جب اسے فرق نہیں پڑے گا تو میں نے اکیلے سوگ منانے کا ٹھیکہ تھوڑی اٹھا رکھا ہے۔" وہ مزے سے ڈریسنگ ٹیبل سے نیل پالش اٹھا کر لگانے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کل کو میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں تو تمہیں اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" رباب کے لہجے میں خفگی چھلکی۔

"میں نے ایسا کب کہا.....؟" وہ بوکھلا گئی۔

"مطلب تو تمہارا یہی تھا نا' تمہاری زندگی میں کوئی آئے جائے' تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" وہ ٹھیک ٹھاک ناراض ہو کر الماری سے اپنا بیگ نکالنے لگی' اس دفعہ تو شانزے کے حقیقتاً" چھکے چھوٹ گئے۔

"تم کہاں جارہی ہو؟" وہ فوراً" اس کے پاس لپکی۔

"ہوسٹل....." اس نے مختصراً" جواب دیا اور وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

"دماغ تو نہیں خراب ہوگیا تمہارا؟ کیوں کررہی ہو تم ایسا.....؟" رباب کے ارادوں نے اسے خوف زدہ کیا۔

"اس لیے کہ مجھے پتا چل گیا ہے' تمہاری زندگی میں رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں' شاید اس لیے کہ تم نے کبھی زندگی میں رشتوں کو برتا ہی نہیں۔" اس کا تلخ لہجہ شانزے کا دل چیر کر رکھ گیا۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو یہ بات....." وہ تھوڑا مدھم ہوئی۔

"اس لیے کہ تم نے اپنی زندگی میں آنے والے کسی مخلص رشتے کی قدر نہیں کی' چاہے وہ سرمد ہو یا ماہیر' تم نے محض انہیں اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا ہے' کل کو جب تمہیں میری بھی ضرورت نہیں ہوگی تو تم ایسے ہی الفاظ میرے لیے بھی بول رہی ہوگی۔" وہ سخت الفاظ میں اسے آئینہ دکھاتے ہوئے مزید گویا ہوئی۔ "اور کم از کم میں وہ ٹشو پیپر نہیں بننا چاہتی' جسے تم اپنی ضرورت کے وقت استعمال کرو' اور پھر پھینک دو۔"

اس نے غصے سے اپنے بیگ کی زپ بند کی اور مڑ کر شانزے کا دھواں دھواں چہرہ دیکھا۔ وہ اس طرح رباب کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اس کی قوت گویائی سلب ہوکر رہ گئی ہو۔

✸ ✸ ✸

عدینہ جیسے ہی اپنے گاؤں سے واپس آئی اوریدا کا بجھا بجھا سا چہرہ' افسردہ آنکھیں اور سست انداز دیکھ کر حیران رہ گئی۔ دو ہی دن میں اوریدا کی شکل بیماروں جیسی ہوگئی تھی۔ وہ خالی نگاہوں اور غیر حاضر دماغ کے ساتھ کلاس روم میں بیٹھی بس پروفیسرز کا چہرہ دیکھتی رہ رہتی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں..... حالت دیکھی ہے تم نے اپنی....." عدینہ اس کا بازو پکڑ کر کیفے ٹیریا میں لے آئی۔

"کیوں' کیا ہوا؟" وہ زبردستی مسکرانے کی کوشش میں عدینہ کو خاصی احمق سی لگی۔

"فار گاڈ سیک' ایسے مت مسکراؤ' مجھے غصہ آرہا ہے تم پر۔" وہ ہلکا سا چڑ کر بولی۔

"تو کیسے مسکراؤں؟" اوریدا نے نگاہیں چرا کر پوچھا۔

"میرے سامنے یہ فارمیلٹی نبھانے کی ضرورت نہیں' اٹھو اور میرے ساتھ گھر چلو۔" وہ فوراً" ہی فیصلہ کن انداز میں کھڑی ہوگئی۔

"کس کے گھر.....؟" اس نے غائب دماغی سے پوچھا۔

"ظاہر ہے تمہارے گھر اور کہاں....." عدینہ کو اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پر رحم آیا' اس لیے اس دفعہ اس نے نرمی سے اس کا بازو پکڑا اور باہر لے آئی۔

"ارصم کے گیسٹ چلے گئے کیا؟" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے دانستہ لاپروا انداز میں اوریدا سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔۔۔" اوریدا نے گاڑی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

"کتنی راتوں سے جاگ رہی ہو تم۔۔۔" عدینہ نے فکرمندی سے دریافت کیا۔

"پچھلی تین راتوں سے۔۔۔" اوریدا کی صاف گوئی پر اسے جھٹکا لگا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ فوراً" اس بات سے مکر جائے گی۔

گاڑی ان کے گھر کے پورچ میں داخل ہو گئی تھی' وہ دونوں جلدی سے باہر نکلیں تو سامنے بڑے ابا کہیں جانے کے لیے عجلت بھرے انداز سے ادھر ہی آرہے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ ایک لمحے کو ٹھٹک کر رک گئے۔

"بڑے ابا! میں آپ سے سخت خفا ہوں۔" عدینہ نے انہیں دیکھتے ہی بے تکلفی سے گلہ کیا' وہ ایک لمحے کو حیران ہوئے۔

"میں دو دن کے لیے اپنے گھر گئی تھی' آپ نے میری غیر موجودگی میں میری دوست کا بالکل بھی خیال نہیں رکھا۔" اس کی بات پر اوریدا سٹپٹا سی گئی' جبکہ بڑے ابا کے ہونٹ بھی تھوڑے سے پھیلے۔

"کیا ہوا اوریدا کو۔۔۔" انہوں نے غور سے اس کے ساتھ کھڑی اپنی پوتی کو دیکھا' جس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے بن چکے تھے۔

"کچھ نہیں ہوا ابا' اسے تو فضول بولنے کی عادت ہے۔" وہ خفت زدہ انداز میں سر جھکائے بولی۔

"میں کچھ ملٹی وٹامنز بھجواتا ہوں ڈرائیور کے ہاتھ' کھانا کھا کر اسے لو اور سو جاؤ۔" انہیں فوراً" ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شدید قسم کی نیند کی کمی کا شکار ہے۔

"آپ کیسی ہیں بیٹا؟ آپ کی والدہ خیریت سے ہیں۔۔۔؟" بڑے ابا اب عدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن امی کی طبیعت ٹھیک نہیں' اکثر ہی ٹمپریچر رہنے لگا ہے انہیں۔" عدینہ کو اچانک یاد آیا کہ وہ صبح جلدی میں آپا سے ان کی فائل لینا بھول گئی تھی۔ اسے دل ہی دل میں خاصی شرمندگی ہوئی۔

"آپ ان کی رپورٹس دکھا دیجئے گا مجھے' ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی وہ۔۔۔" انہوں نے نرم لفظوں میں اسے دلاسا دیا۔ اسی وقت گھر کا گیٹ کھلا اور سرمئی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ پورچ میں ان کی گاڑی کے پیچھے اپنی کار کھڑی کر چکا تھا۔

"ماہیر۔۔۔" اوریدا کو خوش گوار حیرت کا جھٹکا لگا۔ چونکے تو بڑے ابا بھی تھے لیکن انہوں نے خود کو جلد ہی سنبھال لیا۔

"ارے بڑی اماں۔۔۔ آپ۔" گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا تو اوریدا کو ایک اور سرپرائز ملا۔ وہ بے اختیار ان کی طرف بڑھی اور اس کے ساتھ ہی اس کے قدم زمین نے جکڑ لیے۔ وہ ہکا بکا انداز سے کار سے نکلتے تیسرے فرد کو دیکھ رہی تھی' اس نے بے یقینی سے اپنی آنکھیں ملیں' ایک لمحے کو اسے ایسا لگا جیسے سامنے کا منظر اس کی بصارت کا ایک خوب صورت دھوکا ہو۔

"او مائی گاڈ" حیرت کی زیادتی سے اس نے اپنی آنکھوں کو مسلا۔

"واٹ آ سرپرائز" وہ تیر کی طرح اڑتی ہوئی ان تینوں کی جانب بڑھی۔

جبکہ ان سب سے بے نیاز عدینہ بڑے ابا کا چہرہ دیکھ رہی تھی' جس پر اذیت' دکھ' غم اور ناراضی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ دھواں دھواں نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے اس تیسرے شخص کی طرف دیکھ رہے تھے' ان کے گمان کی آخری سرحدوں پر بھی نہیں تھا کہ قسمت کبھی دوبارہ۔۔۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کرے گی۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

READ Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY